

حضور نبی کریم ﷺ کے آئینہ مبارک پر خوبصورت کتاب

حضور نبی کریم ﷺ

کے آئینہ

تالیف
مجتہد حسین قادری

اکبر پبلشرز لاہور

حضرت کریم ﷺ کے آنسو مبارک پر خوبصورت کتاب

حضرت کریم ﷺ
صلی اللہ علیہ وسلم

کے آنسو

تالیف
محمد حسیب قادری

اکبر پبلشرز

فیسٹو سٹریٹ ۴۸ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

حضور نبی کریم ﷺ کے آنسو

محمد حبیب القادری

اکبرنگ پبلرز

600

120/- روپے

نام کتاب:

مصنف:

پبلشرز:

تعداد:

قیمت:

..... ملنے کا پتہ

اکبرنگ پبلرز

Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371

زمیندار ۳۰ اردو بازار لاہور

انتساب

حضور نبی کریم ﷺ کے والد بزرگوار

سید طیب طاہر

حضرت سیدنا عبد اللہ ﷺ کے نام

کب سے خزاں نصیب تھا یہ باغِ زندگی
اس باغ کی بہار خدا کے حبیب ﷺ ہیں
اس سے زیادہ اور ہو کیا ان کا مرتبہ
آقائے نامد از خدا کے حبیب ﷺ ہیں

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
9	حرف آغاز
11	حمد باری تعالیٰ
13	نعت رسول مقبول ﷺ
15	بسم اللہ اے ساتی
17	مختصر بیان سیرت رسول اللہ ﷺ
40	ایمان اور منافقت
44	غفلت کا شکار
46	حضور نبی کریم ﷺ کا آنسو بہانا کیسا تھا؟
47	والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا
49	دادا حضرت عبدالمطلب
51	چچا حضرت ابوطالب
53	ام المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا
56	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد
58	فرزند حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال پر کیفیت

60	دختر حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے وصال پر کیفیت
63	دختر حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال پر کیفیت
66	دختر حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے وصال پر کیفیت
68	حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا غم
71	دنیا کی وسعت پر آنسو بہانا
72	قرآن کی تلاوت سن کر آنسو بہانا
73	حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے وصال پر کیفیت
74	نواسی کے وصال پر کیفیت
75	نواسے کے وصال پر کیفیت
76	حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زخمی دیکھ کر آنسو جاری ہو گئے
78	امت کے لئے دعا
80	حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر ظلم کا سن کر آنسو بہانا
82	حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی پر آنسو بہانا
84	آخرت کو دنیا پر ترجیح
85	بروزِ محشر جنت کی نعمتیں تمہاری ہوں گی
86	اللہ عزوجل بہترین جزاء عطا فرمائے گا
89	حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کے والدین کی تکالیف پر آنسو بہانا
90	مکہ مکرمہ کو الوداع کہتے ہوئے آنسو بہانا
92	حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تکلیف پر آنسو نکل آئے
94	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیماری پر آنسو بہانا
95	غزوہ بدر کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کی دعا
98	غزوہ احد میں مسلمانوں کی شہادت پر رنج کا اظہار

101	دو جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت پر آنسو بہانا
103	معراج کی رات
105	قیامت کا ذکر کرتے ہوئے آنسو بہانا
106	قوم کی قحط سالی کا سن کر آنسو بہانا
107	دعا کرتے ہوئے گریہ وزاری
108	دوزخ کے دیکھنے کا ذکر
110	دنیا پر جو رو سکتا ہے وہ رو لے
111	حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی نگلی ہوئی آنکھ دیکھ کر آنسو آ گئے
112	حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر آنسو آ گئے
113	حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے وصال پر کیفیت
115	حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کیفیت
117	حسین کریمین رضی اللہ عنہ کو آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا
118	حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دینا
120	جاہلیت کے گناہوں کے متعلق سن کر آنکھوں میں آنسو آنا
121	حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت آمد
123	حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کیفیت
125	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کیفیت
127	ماہ شعبان کی فضیلت
130	رضاعی بہن شہما بنت حارث
133	اللہ کا عذاب نمرکشوں کے لئے ہے
134	مشکل مقام کی تیاری
135	اصحاب صفہ کے ہمراہ رونا

136	اللہ عزوجل کے خوف سے رونے والی آنکھ
137	زمین تر ہوگئی
138	امت کے لئے آنسو بہانا
139	حضور نبی کریم ﷺ کا اپنے وصال کی خبر دیتے ہوئے آنسو بہانا
141	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آنسو بہانا
152	اولیاء اللہ ﷺ کا آنسو بہانا
160	کتابیات



حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے بابرکت نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی آل ازواج و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بے شمار درود و سلام۔ امام نووی رحمہ اللہ اپنی تصنیف ”تہذیب“ میں لکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات میں تمام خوبیاں اور کمالات جمع فرمادی تھیں اور آپ ﷺ کو اللہ عزوجل نے اول و آخر کے تمام علوم جو آپ ﷺ کے شایانِ شان تھے وہ عطا فرمائے تھے حالانکہ آپ ﷺ می تھے یعنی کچھ لکھ پڑھ نہ سکتے تھے۔

اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کو بہترین اخلاق عطا فرمائے اور پھر ان اخلاق کی مدح سرائی قرآن مجید میں فرمائی۔

إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ط

”بے شک آپ (ﷺ) بڑے عظیم اخلاق والے ہیں۔“

حضور نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات روئے زمین کے تمام انسانوں کے لئے باعث شرف و عزت ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کے طفیل یہ کائنات بنائی اور پھر انسانوں کو پیدا کیا اور انہیں اشرف المخلوقات بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ط

”تم لوگوں کے لئے رسول اللہ (ﷺ) کی ذات ایک بہترین نمونہ

ہے۔“

نیز اللہ عزوجل نے فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

”اور ہم نے آپ (ﷺ) کے ذکر کو بلند کیا۔“

شاعر رسول اللہ ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی

مدحت بیان کرتے ہوئے یوں فرمایا:

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي

وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ

كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

”میری آنکھوں نے کبھی آپ سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا۔

عورتوں نے آپ سے زیادہ کوئی صاحب جمال پیدا نہیں کیا۔ آپ کو

ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا۔ جیسے آپ اپنی مرضی سے پیدا ہوئے

ہوں۔“

زیر نظر کتاب ”حضور نبی کریم ﷺ کے آنسو“ کی ترتیب کا مقصد یہی ہے کہ ہم

حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ کے ان پہلوؤں پر جن میں آپ ﷺ کسی وجہ سے

اشک بار ہوئے لوگوں کے سامنے لائیں۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضور نبی کریم

ﷺ کی سنتوں کی پیروی اور ان کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا

فرمائے اور حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت بروز محشر ہمیں عطا فرمائے۔ آمین

محمد حبیب القادری



حمد باری تعالیٰ

قلب کو اس کی رویت کی ہے آرزو
جس کا جلوہ ہے عالم میں ہر چار سو

بلکہ خود نفس میں ہے وہ سبحانہ
عرش پر ہے مگر عرش کو جستجو

عرش و فرش و زمان و جہت اے خدا
جس طرف دیکھتا ہوں ہے جلوہ ترا

ذرے ذرے کی آنکھوں میں تو ہی ضیا
قطرے قطرے کی تو ہی تو ہے آبرو

تو کسی جا نہیں اور ہر جا ہے تو
تو منزہ مکان سے میرہ زسو

علم و قدرت سے ہر جا ہے تو کوہِ کو
تیرے جلوے ہیں ہر ہر جگہ اے عفو

نغمہ سبحان گلشن میں چرچا ترا
چھپے ذکر حق کے ہیں صبح و مسا

اپنی اپنی چمک اپنی اپنی صدا
سب کا مطلب ہے واحد کہ واحد ہے تو

خواب نوری میں آئیں جو نورِ خدا
بقعہ نور ہو اپنا ظلمت کدہ

جگمگا اٹھے دل چہرہ ہو پر ضیاء
نوریوں کی طرح شغل ہو ذکر ہو



نعت رسول مقبول ﷺ

ابتر تھی فضا یہ تیرگی جہل تھی چھائی
ناواقف اسرارِ محبت تھی خدائی

ہر ذہن میں وہ بغض و عداوت کا دھواں تھا
جاری تھی ہما وقت قبیلوں میں لڑائی

وہ رات کے پردے میں ڈھلتے ہوئے انجم
دشمن نظر آتا تھا جہاں بھائی کا بھائی

محفوظ نہ تھی عفت و عصمت کی کسی صورت
تھا جامِ بقا بزم میں ہر دستِ ہینائی

انسان کا انسان لہو چوس رہا تھا
کہتے تھے جسے سود وہ تھی ان کی کمائی

بدلی وہ فضا رحمت حق جوش میں آئی
ظلمت میں کرن پھوٹی پئے راہنمائی

منسوب ہوا نام محمد ﷺ سے وہی نور
تنویر ہدایت متشکن نظر آئی

چکا دیا دنیا کو اسی نورِ جبیں نے
چھائی ہوئی یہ تیرگی یہ جہل مٹائی

چہروں سے برسنے لگے انوارِ یقیں کے
ایمان سے ہونے لگی قلبوں کی صفائی

تبدیل کئے ذہن برائی کی طرف سے
نفرت رہی باقی نہ عداوت نہ لڑائی

وہ ہادی کل ختم رسل شافعِ محشر
حاصل جسے تا عرشِ معلیٰ ہے رسائی



بسم اللہ اے ساقی

نہیں اب زندگی کی اور کوئی راہ اے ساقی
اگر جامِ شہادت ہے تو بسم اللہ اے ساقی

رہے گا خیر اس دنیا میں یوں مغلوبِ شراب تک
یہ مانا صبر لازم ہے بہت اچھا مگر کب تک

یہ معصوموں کے آنسو خاک میں کب تک سائیں گے
کبھی تو رنگ لائیں گے کبھی تو گل کھلائیں گے

یہ مظلوموں کی آہیں کیا یونہی بے کار جائیں گی
یہی اک دن زمیں پر آسمانوں کو گرائیں گی

یہاں مٹی کا ہر پتلا عدوئے حق پرستی ہے
یہ انسانوں کی دنیا ہے کہ شیطانوں کی بستی ہے

یہ کس کم ظرف نے تقسیمِ نو کی طرح ڈالی ہے
کہ ہمت جس کی عالی ہے اسی کا جام خالی ہے

جنہیں قدرت نے بخشا ہی نہیں اندازِ رندانہ
انہی کے سامنے شیشہ، انہی کے ہاتھ پیانہ

یہ کیسا دین ہے ساقی، یہ کیا آئیں ہے ساقی
یہ کس کے دین و ایماں کی یہاں توہین ہے ساقی

یہ مے خانہ جہاں جینا لہو کے گھونٹ پینا ہے
تو ہی انصاف کر ساقی، یہ مرنا ہے کہ جینا ہے

(ابوالاثر حفیظ جالندھری)



مختصر بیان سیرت رسول اللہ ﷺ

لذتِ قربِ حقیقی پر مٹا جاتا ہوں میں
اختلاطِ موجد و ساحل سے گھبراتا ہوں میں

حضور نبی کریم ﷺ ۱۲ ربیع الاول واقعہ فیل کے قریب دو ماہ بعد ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو اس جہانِ فانی میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے والد ماجد کا نام حضرت سید عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت سید عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا وصال آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل اس وقت ہوا جب وہ تجارت کی غرض سے ملک شام روانہ ہوئے۔ سفر سے واپسی پر آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت کچھ ناساز ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں اپنے ننھیال بنو عدی بن نجار میں قیام پذیر ہوئے اور کچھ دن بیمار رہنے کے بعد وصال فرما گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ چنانچہ جب حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کی تمام ذمہ داری آپ رضی اللہ عنہ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے کندھوں پر آن پڑی اور انہوں نے یہ ذمہ داری نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے اپنے چچا ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی حضرت ثویبہ کا دودھ تناول فرمایا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ حضرت سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا دودھ تناول فرماتے رہے۔ بعد ازاں آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا گیا جو آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے قبیلہ میں لے گئیں اور دودھ پلاتی رہیں۔ اس وقت عرب میں یہ رواج عام تھا کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لئے ارد گرد کے دیہاتوں میں بھیج دیتے تھے تاکہ بچہ وہاں کی آب و ہوا میں صحیح طریقہ سے نشوونما پائے۔ بچہ کی جسمانی صحت

اچھی ہو اور وہ اپنی مادری زبان میں فصاحت و بلاغت حاصل کرے۔

حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بنو سعد کی عورتوں کے ہمراہ دودھ پلانے کے لئے بچے کی تلاش میں مکہ مکرمہ پہنچی۔ اس وقت میری گود میں ایک بچہ تھا مگر فاقہ کی وجہ سے میری چھاتیوں میں امتداد دودھ نہ تھا کہ جو میں اس کو پلا سکتی۔ وہ بچہ رات بھر بھوک سے تڑپتا رہتا اور ہم میاں بیوی اس کی دلجوئی کرتے رہتے۔ ہمارے پاس ایک اونٹنی بھی تھی مگر اس اونٹنی کے تھنوں میں بھی دودھ نہ تھا۔ میں مکہ مکرمہ جس خچر پر سوار ہو کر آئی وہ اس قدر لاغر تھا کہ میرے قافلے والے مجھ سے تنگ آ گئے تھے۔ جب میں مکہ مکرمہ پہنچی تو میرے ساتھ آنے والی دوسری عورتوں نے معزز اور امیر گھرانوں کے بچے گود لے لئے اور میرے لئے حضور نبی کریم ﷺ کے سوا کوئی نہ بچا۔ آپ ﷺ چونکہ یتیم تھے اس لئے کوئی بھی آپ ﷺ کو لینے کے لئے تیار نہ تھا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں خالی ہاتھ جانا نہیں چاہتی میں اس یتیم بچے کو ہی لے کر جاؤں گی۔ میرے شوہر نے میری بات مان لی اور ہم حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر اپنے گاؤں روانہ ہوئے۔ میری سوئی ہوئی قسمت جاگ پڑی اور جب میں حضور نبی کریم ﷺ کو دودھ پلانے لگی تو میری چھاتیوں سے دودھ جاری ہو گیا۔ آپ ﷺ نے شکم سیر ہو کر دودھ پیا اور پھر میرے بیٹے نے بھی شکم سیر ہو کر دودھ پیا۔ میں نے جب اپنی اونٹنی کو دیکھا تو اس کے تھن بھی دودھ سے بھر چکے تھے۔ میرے شوہر نے اس کا دودھ دوہا اور ہم دونوں میاں بیوی نے وہ دودھ سیر ہو کر پیا۔ میرے شوہر نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کی یہ برکتیں دیکھیں تو کہنے لگا کہ اے حلیمہ (رضی اللہ عنہا)! تم بڑا نیک بچہ لائی ہو یہ بڑی قسمت والا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جس لاغر خچر پر مکہ مکرمہ آئی تھی واپسی پر وہی خچر دوسرے جانوروں سے تیز چلنے لگا اور قافلے کی دیگر عورتیں مجھ سے کہنے لگیں اے حلیمہ (رضی اللہ عنہا)! یہ وہی خچر ہے جس پر تم آئی تھیں؟ جب ہم گھر پہنچے تو چراگاہ میں موجود میری تمام بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے اور تمام قبیلہ والے میری اس خوش قسمتی پر حیران ہو رہے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ جب چلنے پھرنے لگے تو آپ ﷺ حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بکریوں کو چرانے کی غرض سے لے جاتے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کے رضائی بھائی بھی ہوتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ چراگاہ میں بکریاں چرانے لے کر گئے تو ملائکہ کا نزول ہوا انہوں نے آپ ﷺ کا سینہ چاک کیا اور دل میں نور بھر کر چلے گئے۔ آپ ﷺ کے رضائی بھائی ہانپتے ہوئے گھر لوٹے اور شور مچا دیا کہ محمد (ﷺ) کا سینہ تین لوگوں نے چاک کر دیا۔ حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر بھاگے ہوئے چراگاہ میں پہنچے تو آپ ﷺ چراگاہ میں صحیح سلامت موجود تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے ماجرا دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص سفید لباس میں ملبوس آئے اور انہوں نے مجھے زمین پر لٹا کر میرا سینہ چاک کیا اور اس میں سے کچھ نکال کر پھینک دیا اور پھر کوئی شے میرے سینے میں ڈال دی۔ پھر میرے سینے کو سی کر چلے گئے اور مجھے کچھ تکلیف نہیں ہوئی۔ حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر نے جب سنا تو ڈر گئے اور ارادہ کیا کہ آپ ﷺ کو جتنا جلد ہو سکے واپس گھر والوں کے پاس چھوڑ آئیں۔ حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جب آپ ﷺ کو لے کر حضرت سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچیں تو انہوں نے اتنی جلد واپسی پر حیرانگی کا اظہار کیا۔ حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے سینہ چاک ہونے کا واقعہ بیان کر دیا۔ حضرت سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم! میرے بیٹے پر کوئی سایہ نہیں ہے اور یہ میرے بیٹے کی شان ہے۔ پھر حضرت سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو مطمئن کر کے بھیج دیا اور اپنے نورِ نظر کی پرورش خود کرنے لگیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک چھ برس تھی کہ آپ ﷺ کی والدہ حضرت سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو لے کر مدینہ منورہ اپنے شوہر حضرت سید عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر گئیں۔ اس سفر میں حضرت سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی ہمراہ تھیں۔ مدینہ منورہ سے واپسی پر ابواء کے مقام پر حضرت سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ والدہ کے سایہ شفقت سے بھی محروم ہو گئے۔ حضرت

سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو ابواء کے مقام پر ہی سپرد خاک کیا گیا۔

حضرت سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر مکہ مکرمہ واپس پہنچیں اور آپ ﷺ کو حضرت عبدالمطلب کے سپرد کر دیا۔ حضرت عبدالمطلب نے اپنے یتیم پوتے کی پرورش میں کوئی کمی نہ آنے دی اور اپنے لاڈلے بیٹے حضرت سید عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے اس فرزند کو سینے سے لگائے رکھا۔ جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک آٹھ برس ہوئی تو حضرت عبدالمطلب بھی وصال فرما گئے۔

حضرت عبدالمطلب کے وصال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی ذمہ داری آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب نے سنبھال لی۔ حضرت ابوطالب آپ ﷺ کو خود سے جدا نہ کرتے تھے اور اپنے ساتھ ہی سلاتے تھے۔ حضرت ابوطالب کہتے ہیں کہ میں نے بچپن سے جوانی تک کبھی محمد (ﷺ) کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا اور نہ ہی انہوں نے کبھی کسی کو نقصان پہنچایا۔ آپ ﷺ ہمیشہ ہر ایک کے ساتھ خواہ دوست ہو یا دشمن خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔

جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک بارہ برس ہوئی تو حضرت ابوطالب آپ ﷺ کو اپنے ساتھ تجارتی سفر میں ملک شام لے گئے۔ جب یہ قافلہ بصرہ پہنچا تو وہاں ایک عیسائی راہب بحیرا نے حضور نبی کریم ﷺ کو پہچان لیا۔ اس نے تمام قافلہ والوں کی دعوت کی اور حضرت ابوطالب سے کہنے لگا کہ آپ کا بھتیجا دونوں جہانوں کا سردار ہے اور اللہ عزوجل نے انہیں حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپ انہیں لے کر واپس چلے جائیں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہودی انہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ حضرت ابوطالب نے جب بحیرا راہب کی بات سنی تو مزید سفر کا ارادہ ترک کر کے مکہ مکرمہ واپس لوٹ آئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک جب پچیس برس ہوئی تو آپ ﷺ کا نکاح ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوا جن سے آپ ﷺ کی چار بیٹیاں اور دو بیٹے تولد ہوئے۔ آپ ﷺ کے بیٹے کم سن ہی وصال فرما گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پینتیس برس تھی جب خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کی گئی۔ روایات میں آتا ہے کہ اس سال شدید بارشیں ہوئیں جس سے خانہ کعبہ کی عمارت کو بھی نقصان پہنچا اور وہ منہدم ہو گئی۔ حضرت ابراہیم واسماعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی جو عمارت تعمیر کی تھی وہ بہت پرانی ہو چکی تھی۔ خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد اس کی مرمت کا کام وقتاً فوقتاً ہوتا رہا تھا مگر عمارت دوبارہ تعمیر نہ ہوئی تھی۔ اب جب کہ یہ عمارت منہدم ہوئی تو فیصلہ کیا گیا کہ ایک مضبوط عمارت تعمیر کی جائے جس کا دروازہ اور چھت بلند ہو۔ قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کا کام شروع کیا اور اس تعمیر میں حضور نبی کریم ﷺ نے بھی حصہ لیا۔ آپ ﷺ خانہ کعبہ کی عمارت کے لئے پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ خانہ کعبہ کی تعمیر میں چونکہ قریش کے مختلف قبیلے حصہ لے رہے تھے اس لئے جب حجر اسود کی تنصیب کا وقت آیا تو تمام قبائل میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ ہر کوئی چاہتا تھا کہ یہ سعادت اسے نصیب ہو۔ یہ جھگڑا اس حد تک جہاں پہنچا کہ تلواریں میان سے نکل آئیں۔ اس دوران ایک بوڑھے شخص نے تجویز پیش کی کہ جو شخص کل سب سے پہلے حرم پاک میں داخل ہو گا اس کا فیصلہ سب تسلیم کریں گے۔ تمام قبائل نے اس بات کو تسلیم کر لیا۔ اگلے دن صبح سب سے پہلے حرم پاک میں حضور نبی کریم ﷺ داخل ہوئے۔ آپ ﷺ کو دیکھتے ہی تمام قبائل پکاراٹھے کہ اللہ کی قسم! یہ امین ہے ہم ان کے فیصلے پر مطمئن ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر بچھائی اور تمام قبائل کے سرداروں کو حکم دیا کہ وہ اس چادر کے ایک ایک کونے کو تھام لیں۔ جب حجر اسود اپنے مطلوبہ مقام تک پہنچ گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے حجر اسود کو اپنے ہاتھوں سے اس کے مقام پر نصب کر دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کو جوانی سے اہل مکہ میں صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ لوگ آپ ﷺ کے امانتیں رکھوایا کرتے تھے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک کا چالیسواں سال شروع ہوا تو آپ ﷺ تنہائی پسند ہو گئے۔ آپ ﷺ عبادت کے لئے مکہ مکرمہ کے نواح میں واقعہ جبل حرا کی ایک غار میں جانے لگے جو تاریخ میں غار حرا کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ﷺ کئی کئی دن اس غار میں تہا رہتے اور عبادت

الہی میں مصروف رہتے تھے۔ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس دوران کھانے پینے کی اشیاء آپ ﷺ تک اس غار میں پہنچاتی تھیں۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ جو بھی خواب دیکھتے اس کی تعبیر فوراً ظاہر ہو جاتی تھی۔ غار حرا میں عبادت کے انہی دنوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی وحی لے کر آئے اور آپ ﷺ حق کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے۔

ابتداء میں حضور نبی کریم ﷺ نے خفیہ طور پر دعوت تبلیغ شروع فرمائی۔ آپ ﷺ کی زوجہ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا۔ ان کے علاوہ آپ ﷺ کی بچیوں نے دین اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ کے دوست حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان کی وساطت سے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان کے علاوہ چند اور لوگ تھے جنہوں نے ابتداء میں آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار کیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اعلانیہ دعوت دیتے ہوئے قریش کو کوہ صفا سے پکارا: اے میری قوم! اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمن کا ایک لشکر موجود ہے اور تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کر لو گے؟ سب نے بیک زبان ہو کر کہا: ہاں! ہم اس بات کا یقین کر لیں گے کیونکہ ہم نے تمہیں ہمیشہ سچا اور امانت دار پایا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو پھر میں تمہیں اللہ عز و جل کے عذاب سے ڈراتا ہوں اور دعوت حق دیتا ہوں اگر تم لوگ ایمان لے آئے تو فلاح پاؤ گے اور اگر ایمان نہ لائے تو عذاب الہی تم پر نازل ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر قریش غصے میں آ گئے اور آپ ﷺ کے چچا ابولہب لوگوں کو بھڑکا کر واپس لے گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قریش کے واپس جانے کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس شخص نے جلدی کی تم ایک دعوت کا انتظام کرو جس میں تم بنی عبدالمطلب کو دعوت دو۔ چنانچہ ایک دعوت کا انتظام کیا گیا جس میں بنی عبدالمطلب کو دعوت دی گئی۔ اس دعوت میں حضرت

عبدال مطلب کے تمام بیٹے حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوطالب اور ابولہب وغیرہ نے شرکت کی۔ اس دعوت میں چالیس کے قریب افراد شریک ہوئے۔ پہلے دن ابولہب کی گفتگو کی وجہ سے آپ ﷺ کو بات کرنے کا موقع نہ ملا۔ دوسرے دن آپ ﷺ نے پھر ان کی دعوت کی اور کھانے کے بعد فرمایا کہ میں تم سب کے سامنے دنیا و آخرت کی بہترین نعمت پیش کرتا ہوں تم میں سے کون میرا ساتھ دے گا اور میرا مددگار بنے گا؟ اس موقع پر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کی آواز بلند نہ ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سب سے چھوٹا ہوں اور کمزور ہوں لیکن میں آپ ﷺ کا ساتھ دوں گا اور آپ ﷺ کا محافظ بنوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے آپ رضی اللہ عنہ کو بٹھا دیا اور ایک مرتبہ پھر دیگر حاضرین سے مخاطب ہوئے۔ اس مرتبہ بھی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ پھر ہاتھ کے اشارے سے انہیں بٹھا دیا۔ جب تیسری مرتبہ کی دعوت پر بھی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی کھڑا نہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم میرے وارث اور بھائی ہو۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کم سنی اور ان کی جسمانی کمزوری کا ابولہب نے مذاق اڑانا شروع کر دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب اعلانیہ دعوت دی تو قریش نے انکار کیا اور آپ ﷺ کے جانی دشمن ہو گئے۔ اس موقع پر آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب نے آپ ﷺ کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا اور حتی الامکان آپ ﷺ کو قریش اور مشرکین مکہ کے ظلم و ستم سے بچائے رکھا۔ بعد ازاں آپ ﷺ کو اپنے اہل و عیال سمیت شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔

انہوی میں حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب وصال فرما گئے اور ان کے کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ کی زوجہ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی اس جہان فانی سے کوچ فرما گئیں جس کی وجہ سے اس سال کو عام الحزن کا نام دیا گیا۔

مشرکین مکہ نے جب دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے والے جانثاروں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے تو انہوں نے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی جان کے بھی دشمن بن گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو بھی طرح طرح کی اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ مشرکین مکہ کے ظلم و ستم جب حد سے تجاوز کر گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے رجب المرجب ۵ نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ مشرکین مکہ کے مظالم سے بچ سکیں اور تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ اس جماعت میں سولہ مرد و عورتیں شامل تھیں اور اس جماعت کے سربراہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے جو اپنی اہلیہ دختر حضور نبی کریم ﷺ، حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ تھے۔

حج کے دنوں میں یثرب جو کہ مدینہ منورہ کا پہلا نام تھا وہاں سے کچھ لوگوں کا قافلہ مکہ مکرمہ آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں دعوت حق دی تو انہوں نے لبیک کہا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ جب مشرکین مکہ کے ظلم و ستم میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تو ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب پہلا گروہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گروہ در گروہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ عز و جل نے وہاں تمہارے لئے بھائی اور امن والے گھر بنائے ہیں۔ آپ ﷺ کا حکم ملتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ابھی تک ہجرت نہ کی تھی اور آپ ﷺ اللہ عز و جل کی جانب سے وحی کے انتظار میں تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ میں باقی رہ گئے تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو حضور نبی کریم ﷺ

نے فرمایا کہ تم جلدی نہ کرو ہو سکتا ہے کہ اللہ عزوجل نے تمہارے لئے کوئی نیک ہم سفر لکھا ہو۔ پھر جب حکم الہی آن پہنچا تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ مشرکین مکہ نے اس رات حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ ان کے اس ارادہ سے قبل ہی گھر سے نکل گئے تھے۔

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار میں رشتہ اخوت کی بنیاد رکھی اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انصار اور مہاجرین کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا مگر میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کیا۔ حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے بنو مالک بن نجار کے ایک محلہ کے میدان میں جہاں حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی قصویٰ بیٹھی تھی آپ ﷺ نے اس میدان کے متعلق دریافت کیا کہ یہ جگہ کس کی ملکیت ہے۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ دو کم سن بھائیوں سہل اور سہیل کی جگہ ہے اور ان کے سرپرست مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس جگہ پر مسجد کی تعمیر کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت سہل اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے وہ جگہ فی سہیل اللہ دینی چاہی مگر آپ ﷺ نے اسے خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ پھر دس ہزار درہم کے عوض وہ جگہ خرید کر اس میں مسجد بنوں ﷺ کی بنیاد رکھی گئی۔ جگہ کی قیمت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کی اور ایثار و سخاوت کی مثال رقم کی۔ مسجد نبوی ﷺ سے متصل ازواج

مطہرات ﷺ کے حجرہ مبارک کی تعمیر ہوئی۔ اس مسجد کے ساتھ اصحاب صفہ کا چبوترہ تعمیر کیا گیا۔ مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کے ساتھ ہی حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مؤذن منتخب کیا گیا اور آپ ﷺ نے دین اسلام کی پہلی اذان کہی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں قیام کے ساتھ ہی مدینہ منورہ کے اطراف میں موجود یہود قبائل کے ساتھ امن معاہدے کئے جن میں اس بات کو طے کیا گیا کہ کوئی فریق دوسرے کے مذہب کے بارے میں کوئی بات نہیں کرے گا اور اگر ایک فریق حالت جنگ میں ہوگا تو دوسرا فریق اس کی مدد کرے گا۔

حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ ہجرت مدینہ کے دوسرے سال رمضان المبارک میں بدر کے مقام پر ہوا جسے تاریخ میں غزوہ بدر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بدر کا میدان مدینہ منورہ سے قریب اسی میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس غزوہ میں تین سو تیرہ مجاہدین جن میں ساٹھ مہاجرین اور باقی انصار شامل تھے حضور نبی کریم ﷺ کی قیادت میں میدان میں اترے۔ مشرکین کا لشکر ایک ہزار کی تعداد میں سامان جنگ سے لیس ابو جہل کی قیادت میں میدان میں اترنا۔ اسلامی لشکر کے پاس جنگی ساز و سامان کی کمی تھی اور مجاہدین میں سب سے بڑا امتحان مہاجرین کا تھا جو اپنے بھائیوں کے مقابلہ میں تھے۔

غزوہ بدر میں چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا ان میں چھ مہاجرین اور آٹھ انصاری تھے۔ مشرکین کے ستر آدمی جہنم واصل ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر شہداء کو بدر میں سپرد خاک کیا گیا اور مشرکین کے ستر آدمی جو جہنم واصل ہوئے تھے انہیں ایک گڑھے میں دفن کر دیا گیا۔ آپ ﷺ مشرکین کے گڑھے پر تشریف لے گئے اور ایک ایک کا نام لے کر پکارا اور فرمایا کہ کیا تم نے اللہ عز و جل کے وعدے کو حق نہ پایا جو اس نے میرے ساتھ کیا تھا۔ میں نے اس وعدے کو حق پایا جو اللہ عز و جل نے میرے ساتھ کیا تھا۔ تم اپنے نبی کے سب سے برے رشتہ دار بنے اور تم نے میرا انکار کیا جبکہ دوسروں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے میری سرزمین سے نکالا اور دوسروں نے مجھے پناہ دی۔ تم نے

میرے ساتھ جنگ کی جبکہ دوسروں نے میری مدد کی۔

ربیع الاول ۳ھ میں حق و باطل کے درمیان دوسرا معرکہ احد کے مقام پر پیش آیا۔ احد مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک وادی ہے۔ مشرکین کا لشکر جنگی ساز و سامان سے لیس تھا اور تین ہزار کے نفوس پر مشتمل تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کرنے کا حکم دیا اور ایک ہزار مجاہدین کا لشکر لے کر احد کے مقام پر پہنچے۔ ایک ہزار مجاہدین کے لشکر میں سے تین سو لوگ عبداللہ بن ابی سلول منافق کے ساتھی تھے جنہیں وہ راستہ میں سے ہی واپس لے گیا اور یوں حضور نبی کریم ﷺ کے جانثاروں کی تعداد سات سو رہ گئی۔ غزوہ احد میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا جبکہ بائیس کفار جہنم واصل ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا دفاع کرنے والے حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ اور حضرت طلحہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے اپنی جانثاری کا ثبوت دیا اور آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی۔

ذیقعدہ ۵ھ کو دشمنان اسلام کا چوبیس ہزار کے لشکر کی صورت میں مدینہ منورہ کی جانب جنگی ساز و سامان سے لیس ہو کر حملے کے لئے آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب اس لشکر کی آمد کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک لشکر تشکیل دیا اور حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے شہر کے گرد ایک خندق کی کھدوائی شروع کی جس کی لمبائی قریباً ساڑھے تین میل اور چوڑائی قریباً پانچ گز تھی۔ اس خندق کی گہرائی پانچ گز تھی اور اس خندق سے نکلنے والی مٹی اور پتھروں کو خندق کے کنارے اس طرح لگا دیا کہ اس نے ایک مورچے کی شکل اختیار کر لی۔

مشرکین کا لشکر جب مدینہ منورہ کی سرحد پر پہنچا تو شہر کے گرد خندق دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور تیر اندازی شروع کر دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی جواباً تیر چلائے۔ کم و بیش بیس روز کے محاصرہ کے بعد اللہ عز و جل نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور ایک تیز آمدی آبی جس نے مشرکین کے خیمے اکھاڑ دیئے اور مشرکین جو کہ خود کئی روز کے

اس محاصرے سے تنگ آچکے تھے اور ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء ختم ہو چکی تھیں میدان جنگ سے بھاگ گئے۔

یکم ذیقعد ۶ھ میں حضور نبی کریم ﷺ چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ہمراہ حج بیت اللہ کی زیارت باسعادت اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ کے مقام پر قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کو مکہ مکرمہ میں جالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا جس نے واپس آکر اطلاع دی کہ قریش مزاحمت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم کعبہ کی زیارت کے لئے جانا چاہتے ہیں اور ہمارا لڑنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ تشریف لے چلیں اگر کسی نے مزاحمت کی تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند کیا اور ذوالحلیفہ سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ سے باہر حدیبیہ کے مقام پر قیام پذیر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب دیکھا کہ مشرکین مکہ کے عزائم خطرناک ہیں اور وہ لڑنا چاہتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ چونکہ عمرہ کی نیت سے آئے تھے اس لئے آپ ﷺ لڑائی نہیں چاہتے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ پہنچے تو مشرکین مکہ نے انہیں قید کر لیا۔ اس دوران یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کیا اور ان کے دست حق پر بیعت لی کہ جب تک ان کے دم میں دم ہے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے بدلہ لیا جائے گا۔ مشرکین مکہ کو جب بیعت رضوان کی اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو رہا کر دیا اور حضور نبی کریم ﷺ سے صلح کے لئے ایک وفد بھیجا جس کی سربراہی سہیل بن عمرو کر رہا تھا۔ سہیل بن عمرو نے حضور نبی کریم ﷺ سے بات چیت شروع کی اور مذاکرات کی کامیابی کے بعد ایک معاہدہ تحریر

کیا گیا جسے تاریخ میں معاہدہ حدیبیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

محرم الحرام ۷ھ میں خیبر کا معرکہ پیش آیا۔ مدینہ منورہ سے نکالے گئے تمام یہودی قبائل خیبر کے مقام پر آباد ہوئے اور انہوں نے وہاں بلند و بالا قلعے بھی تعمیر کئے۔ غزوہ خندق میں قریش کے ساتھ ان کے گٹھ جوڑ کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کو سبق سکھانے کا ارادہ کیا اور اپنے سولہ سو جاثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ خیبر روانہ ہوئے۔ ان جاثاروں میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا جنہوں نے خیبر کے تمام قلعوں پر کامیابی سے قبضہ کیا اور یہودیوں کو پسپا ہونے پر مجبور کیا۔ خیبر کے یہودیوں نے جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی اور آئندہ کے لئے مسلمانوں سے جنگ نہ کرنے کا عہد کیا۔

رمضان المبارک ۸ھ اسلامی تاریخ میں نہایت اہمیت کا حامل مہینہ اور سال جب مکہ مکرمہ میں حضور نبی کریم ﷺ ایک عظیم الشان لشکر کے ہمراہ داخل ہوئے۔ اس بابرکت شہر سے آپ ﷺ کو آٹھ برس قبل نہایت نامساعد حالات کی وجہ سے ہجرت فرمانا پڑی تھی اور مشرکین مکہ نے اس شہر میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رہنا مشکل بنا دیا تھا۔ آپ ﷺ اپنے رفیق خاص حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اللہ عز و جل کے بھروسہ پر اس شہر سے نکلے اور مدینہ منورہ میں جا کر قیام پذیر ہوئے تھے۔ مشرکین مکہ نے دو سال تک حدیبیہ کے معاہدہ کی پاسداری کی مگر بعد میں مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنی خزاعہ کے خلاف بنی بکر کی مدد کرتے ہوئے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی جس کی وجہ سے بنی خزاعہ کو بے پناہ نقصان اٹھانا پڑا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ کے رؤساء کے پاس ایک قاصد بھیجا جس نے ان کے سامنے تین شرائط پیش کیں۔

۱۔ بنی خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا دیا جائے۔

۲۔ قریش بنی بکر کی حمایت سے دستبردار ہو جائے۔

۳۔ اگر پہلی دونوں شرائط منظور نہیں تو اعلان کر دیں کہ معاہدہ حدیبیہ ٹوٹ گیا ہے۔

قریش کے رؤساء نے زعم میں آکر اعلان کر دیا کہ ہم معاہدہ حدیبیہ کو توڑتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور اس مقصد کے لئے اپنے تمام حلیف قبائل کو بھی حکم نامے بھیج دیئے۔ ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ کو حضور نبی کریم ﷺ اپنے دس ہزار جانثاروں کے ہمراہ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ جب لشکر مقام حجہ پہنچا تو حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیا۔

قریش کے رؤساء کو جب حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے تحقیق کے لئے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا اور جب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے لشکر کا جائزہ لیا تو وہ اتنا عظیم والشان لشکر دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے واپس جا کر قریش کے رؤساء کو کہا کہ ابھی بھی وقت ہے کہ وہ جا کر حضور نبی کریم ﷺ سے معافی مانگ لیں تاکہ صلح ہو جائے اور خطرہ ٹل جائے۔ قریش کے رؤساء نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ لشکر اسلام فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جو شخص حرم کعبہ میں پناہ لے گا اس کے لئے امان ہے جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا اس کے لئے بھی امان ہے اور جو شخص ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر داخل ہو جائے گا اس کے لئے بھی امان ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے۔ قصویٰ وہی اونٹنی تھی جو ہجرت کے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خرید فرمائی تھی اور اسی اونٹنی پر بیٹھ کر آپ ﷺ نے غزوات میں شرکت فرمائی اور آج دین اسلام کی سب سے بڑی فتح مکہ مکرمہ کے وقت بھی آپ ﷺ اسی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ ﷺ کے دائیں جانب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور پیچھے دس ہزار مجاہدین کا ایک لشکر عظیم تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں اس شان سے داخل ہوئے کہ سوائے ایک جگہ

کچھ مزاحمت کے جہاں چوبیس کفار ہلاک ہوئے اور تین مسلمان شہید ہوئے کہیں کوئی لڑائی نہ ہوئی اور مکہ فتح ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تمام اہل مکہ کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے جہاں آپ ﷺ نے غسل کیا اور پھر بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف میں موجود تین سو ساٹھ بت توڑ دیئے اور ہر بت توڑتے ہوئے یہ فرماتے جاتے: حق آگیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹ ہی جانے والا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ جس بت کی جانب اشارہ فرماتے تھے وہ بت اونڈھے منہ ز میں پر گر جاتا تھا۔ جب تمام بت ٹوٹ گئے تو ایک بت جو کہ سب سے بلند جگہ نصب تھا اس کو توڑنے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھ کر اس بت کو توڑ دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میرے کندھوں پر چڑھ جائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تم نبوت کا بوجھ اٹھا لو گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو خاموش ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھ کر اس بت کو توڑ دیا۔

شوال ۸ھ میں حنین کے مقام پر حق و باطل کے درمیان ایک اور معرکہ ہوا۔ مکہ مکرمہ کے نواح میں ہوازن اور ثقیف دو جنگجو قبائل رہتے تھے جنہیں دین اسلام اور حضور نبی کریم ﷺ سے ابتداء سے ہی شدید نفرت تھی۔ ابرہہ نے جب خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تھی تو اس وقت بھی ایک ثقفی نے اس کی رہنمائی کی تھی۔ فتح مکہ سے قبل ہی یہ لوگ مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع بدوؤں کو اسلام کے خلاف ابھار رہے تھے۔ ہوازن اور ثقیف قبائل کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے مکہ فتح کر لیا ہے تو انہوں نے یہ سوچ کر جنگی تیاریاں شروع کر دیں کہ اگر انہوں نے مسلمانوں کو شکست دے دی تو طائف کے باغات و املاک اور مکہ مکرمہ کی وادیاں سب ان کی ہو جائیں گی۔ چنانچہ یہ قبائل چار ہزار افراد کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی غرض سے وادی حنین میں اترے۔ حضور نبی کریم ﷺ جو کہ اس وقت

مکہ مکرمہ میں موجود تھے آپ ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپ ﷺ نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگی تیاریاں شروع کرنے کا حکم دے دیا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم وادی حنین کی جانب روانہ ہوئے اور دشمن جو کے پہلے سے ہی وادی کی گھاٹیوں میں گھات لگائے بیٹھا تھا اس نے ہم پر حملہ کر دیا اور ہم شکست کھا کر یوں بکھر گئے کہ کئی واپس پلٹتے نہیں تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک جگہ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے پکارا کہ کہاں جاتے ہو میری جانب آؤ میں اللہ کا رسول ہوں میں محمد (ﷺ) بن عبد اللہ ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی اس پکار کا بھی کچھ اثر نہ ہوا اور ہر کوئی بھاگے جا رہا تھا۔ اس موقع پر مہاجرین اور انصار کے کچھ لوگ اور آپ ﷺ کے خاندان کے افراد کے علاوہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما ثابت قدم رہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے خاندان کے افراد میں سے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عباس، حضرت سیدنا فضل بن عباس، حضرت اسامہ بن زید، حضرت ربیعہ بن حارث اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

رجب المرجب ۹ھ میں حضور نبی کریم ﷺ کی سربراہی میں تیس ہزار مجاہدین کا ایک لشکر مدینہ منورہ سے شام اور مصر کے عیسائی رومیوں سے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کا فیصلہ نامساعد حالات کے باوجود اللہ عزوجل کے بھروسہ پر کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس غزوہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جنگ کے لئے نو سو اونٹ، سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار فراہم کئے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم جنگ کے لئے فراہم کئے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال جنگ کے لئے فراہم کیا جبکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال جنگ کے لئے فراہم کر دیا۔ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا کہ گھروالوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ان کے لئے اللہ اور

اس کا رسول ہی کافی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کا علم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ جب یہ قافلہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوا تو اس میں دس ہزار با پیادہ اور بیس ہزار پیادل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت اور نگرانی پر مامور فرمایا اور جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ سامان کی کمی کی وجہ سے اکثر جگہوں پر درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرنا پڑا۔ لشکر جب جزیرہ عرب اور شام کی سرحد پر واقع تبوک کے مقام پر پہنچا تو اس نے وہاں پڑاؤ کیا۔ اس دوران راستہ میں موجود بے شمار علاقے اسلامی سلطنت کا حصہ بنے۔ قیصر روم نے شام کی سرحد سے اپنے لشکر کو واپس بلا لیا اور اسلامی لشکر بیس روز تک تبوک کے مقام پر قیام پذیر رہا۔ کچھ دنوں بعد معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو جو اطلاع دی گئی تھی وہ غلط تھی۔ آپ ﷺ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! رومی بادشاہ کے پاس بے شمار فوج ہے اور سامان جنگ بھی بے شمار ہے اس لئے ہمیں یہ مہم آئندہ دنوں کے لئے رکھ دینی چاہئے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر لشکر اسلام کے ہمراہ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

غزوہ تبوک سے واپسی پر ۹ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تیار کی اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کرتے ہوئے حج کے لئے روانہ کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی کہ منیٰ میں حج کے عظیم الشان اجتماع پر یہ اعلان کر دیں کہ آئندہ سال سے کوئی بھی مشرک طواف کعبہ نہیں کرے گا اور نہ ہی کسی مشرک کے لئے حج ہوگا۔ امیر الحج کا یہ پہلا عہدہ تھا جو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذمہ ہوا۔ قرآن مجید میں اس حج کو حج اکبر کا نام دیا گیا کیونکہ یہ پہلا حج تھا جو اسلامی طریقہ کے مطابق اور سنت ابراہیمی کے مطابق ادا کیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ بیت اللہ شریف میں حج کے موقع پر جہالت کے خاتمے اور دین

اسلام کی روشن تعلیمات کا آغاز کیا جائے۔

فتح مکہ کے بعد عرب کے مختلف علاقوں سے وفود حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے اور اپنے اپنے قبائل سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ یوں بغیر جنگ و جدل کے کچھ ہی عرصہ میں دین اسلام جزیرہ نمائے عرب میں پھیل چکا تھا۔ اسی دوران حج کا موقع آ گیا۔

ذیقعدہ ۱۰ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے حج پر جانے کا اعلان فرمایا۔ اس موقع پر قریباً ایک لاکھ افراد مدینہ منورہ جمع ہو گئے۔ ۲۶ ذی قعدہ ۱۰ھ کو حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر تعداد کے ساتھ مدینہ منورہ سے حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع ذوالخلفہ میں قیام فرمایا۔ یہاں آپ ﷺ نے غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے احرام باندھا اور حج کی نیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اس موقع پر آپ ﷺ کی زبان پر تکبیر با آواز بلند جاری تھی:

”ہم حاضر ہیں اے اللہ! ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں ہم حاضر

ہیں تمام تعریفیں، نعمتیں اور حکومتیں تیری ہیں تیرا کوئی شریک نہیں۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور عمرہ ادا کیا۔ ۹ ذی الحجہ کو آپ

ﷺ نے میدان عرفات میں ذیل کا خطبہ دیا جسے خطبہ حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لوگو! زمانہ جاہلیت کے تمام دستور میرے قدموں تلے ہیں۔ اے

لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے۔

اب نہ کسی عربی کو کسی عجمی اور نہ ہی کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت

حاصل ہے نہ ہی کسی گورے کو کسی کالے پر اور نہ ہی کسی کالے کو کسی

گورے پر سوائے تقویٰ کے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تم اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور انہیں پہننے کے لئے وہی دو جو تم خود پہنتے ہو۔ میں نے زمانہ جاہلیت کے تمام خون معاف کر دیئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں۔ میں زمانہ جاہلیت کے سود کے کاروبار کو بھی ختم کرتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا سود ختم کرتا ہوں۔ عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو ان کا تم پر حق ہے اور تمہارا حق ان پر ہے۔ تمہاری جان و مال ایک دوسرے پر حرام ہے جس طرح یہ دن اور یہ شہر اور اس دن جب تم اپنے رب سے ملنے والے ہو۔ میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں جسے تم اگر مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب اور میری سنت۔ اللہ نے ہر حق دار کو حق دیا ہے پس وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں ہے۔ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے اور اس کا حساب اللہ کے ہاں ہوگا۔ لڑکا اپنے باپ کے علاوہ کسی سے نہ پکارا جائے گا اور نہ غلام کو اپنے آقا کے سوا کوئی نسبت ہوگی۔ جو کوئی ایسا کرے گا اس پر اللہ کی لعنت ہوگی۔ عورت کو یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر کچھ لے اور قرض کی اور مانگی ہوئی چیز کو واپس کیا جائے۔ تحفہ کا بدلہ تحفہ ہے اور ضامن پر تاوان واجب ہے۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اس خطبہ کے اختتام پر تمام حاضرین سے دریافت فرمایا کہ جب تم سے میرے متعلق دریافت کیا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ سب

حاضرین نے بیک وقت کہا کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کا پیغام ہم تک پہنچا دیا۔ آپ ﷺ نے ان کی بات سننے کے بعد آسمان کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا کہ اے اللہ! تو گواہ رہنا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے بعد قرآن مجید کی آخری آیات نازل ہوئیں جن میں دین اسلام کے مکمل ہونے اور نعمت کو پورا کرنے کا بیان ہوا اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ میں آپ (ﷺ) سے راضی ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بعد ازاں منیٰ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

”تمہارا خون تمہارا مال اور تمہاری عزت تم پر اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ دن یہ مہینہ اور شہر۔ اگر تم پر کوئی حبشی غلام بھی حاکم بنا دیا جائے تو تم اس کی اطاعت کرنا جب تک وہ تمہیں اللہ کی کتاب کے مطابق چلائے۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب سورہ نصر نازل ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ مجھے میرے وصال کی خبر دے دی گئی ہے۔ یہ سن کر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رونے لگ گئیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ رومت تم میرے اہل میں سب سے پہلے مجھے ملو گی۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے سنا تو ہنس پڑیں۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب شہزادی رسول اللہ ﷺ کی یہ کیفیت دیکھی تو وجہ دریافت کی مگر وہ ٹال گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد جب ایک مرتبہ پھر ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے شہزادی رسول اللہ ﷺ سے وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے وصال کی خبر سنائی جسے سن کر میں رو پڑی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے اہل و عیال میں سب سے پہلے مجھے ملو گی جسے سن کر میں ہنس پڑی تھی۔

۲۸ صفر المنظر کو حضور نبی کریم ﷺ جنت البقیع تشریف لے گئے اور جنت البقیع سے واپسی پر آپ ﷺ کی طبیعت ماساز ہو گئی۔ آپ ﷺ نے تمام ازواج مطہرات علیہن السلام

سے اجازت لے کر ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں قیام کیا۔ طبیعت کی خرابی کے باوجود آپ ﷺ باقاعدگی سے نماز پڑھاتے رہے۔ جب طبیعت زیادہ ناساز ہو گئی تو آپ ﷺ نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نماز کی امامت کے لئے کہیں۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ان پر بہت جلد رقت طاری ہو جاتی ہے وہ جب قرأت کریں گے تو لوگ ان کی آواز سن نہ سکیں گے آپ ﷺ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیں کہ وہ امامت کریں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! امامت صرف ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہی کریں گے۔

ایک روز ظہر کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت قدرے سنبھلی تو آپ ﷺ نے غسل کیا اور حضرت سیدنا عباس اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت نماز ظہر کی امامت فرما رہے تھے انہوں نے جب حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے مگر حضور نبی کریم ﷺ نے اشارہ سے انہیں نماز جاری رکھنے کا حکم دیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے بعد میری قبر کو یہود و نصاریٰ کی طرح سجدہ گاہ نہ بنالینا اور میں تم کو انصار کے حق میں وصیت فرماتا ہوں کہ یہ لوگ میرے جسم کے پیرا ہن ہیں اور انہوں نے میرے متعلق اپنے حقوق کو پورا کیا ہے اور ان میں سے اچھا کام کرنے والوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا اور لغزش کرنے والوں سے درگزر سے کام لینا۔ تم ایک بندہ ایسا بھی ہے جس کے سامنے دنیا کو پیش کیا گیا مگر اس نے آخرت کو اختیار کیا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور سمجھ گئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا اشارہ میری جانب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ میری جان میرا مال سب کچھ آپ رضی اللہ عنہ پر قربان ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر

(رضی اللہ عنہ) تسلی رکھو۔ پھر فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے علاوہ مسجد کی جانب کھلنے والے تمام دروازے بند کر دو اور کوئی ایسا نہیں سوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے جسے میں اپنا دوست رکھتا ہوں۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ ﷺ نے دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مشورہ سے میرے حجرہ میں قیام کیا۔ میں آپ ﷺ کی تیمارداری میں مصروف رہی۔ ایک روز آپ ﷺ کا سر مبارک میرے کندھے پر تھا کہ آپ ﷺ کا سر مبارک میرے سر کی جانب مائل ہوا۔ میں نے گمان کیا کہ شاید کسی حاجت کا ارادہ ہو؟ اتنی دیر میں آپ ﷺ کے دہن مبارک سے لعاب مبارک کا ایک نطفہ نکلا اور میرے سینہ میں ہنسی کی ہڈی کی گہرائی میں جا گرا جس سے میرے جسم کی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے خیال کیا کہ شاید آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہو گئی ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو چادر سے ڈھانپ دیا۔ اس دوران حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما آگئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور میں نے ان کو اندر بلا لیا اور پردہ کھینچ لیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بے ہوشی کو دیکھا تو کہا کہ کتنی سخت بے ہوشی ہے؟ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا ہے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو اور فتنہ پھیلاتا چاہتے ہو بے شک حضور نبی کریم ﷺ کا وصال اس وقت تک نہ ہو گا جب تک اللہ عز و جل منافقین کو ختم نہیں کر دے گا۔ پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو انشاء اللہ انا لہ راجعون پڑھا اور حضور نبی کریم ﷺ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کو چارپائی پر رکھ کر قبر مبارک کے پاس رکھا گیا تو لوگ گروہ در گروہ اندر داخل ہوتے اور درود و سلام پڑھتے اور کسی نے آپ ﷺ کی نماز جنازہ کی امامت نہیں کی۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق

اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما مہاجرین و انصار کے کچھ گروہ کے ساتھ جو حجرہ مبارک میں آ سکے اندر داخل ہوئے اور بلند آواز سے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ کہا اور کہا کہ اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ ﷺ پر نازل کیا گیا آپ ﷺ نے اس کی تبلیغ فرمائی اور اپنی امت کو نصیحت فرمائی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور اللہ کے دین کو عزت بخشی اور اللہ کے کلمہ کو پورا کیا اور اے اللہ! ہمیں بھی ان لوگوں میں سے کر دے جو حضور نبی کریم ﷺ کے قول کو پورا کرنے والے ہیں اور ہمیں آپ ﷺ کے ساتھ جمع کر دیجئے۔ ہم حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے اور اس کے عوض کوئی قیمت طلب نہ کی۔ مہاجرین و انصار نے اس کے جواب میں آمین کہا۔



ایمان اور منافقت

ایمان کامل یہ ہے کہ انسان اللہ عزوجل کی توحید پر کامل یقین رکھے اور حضور نبی کریم ﷺ جو دین حق کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے انہوں نے جن اعمال کی پابندی کا حکم دیا ہے ان کی پابندی کی جائے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

”بے شک مومنین وہ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول

(ﷺ) پر پھر انہوں نے شک نہ کیا اور اپنے مال اور جانوں کے

ساتھ انہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی لوگ سچے ہیں۔“

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے دریافت کیا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اپنے اچھے عمل سے خوشی محسوس کرو اور اپنے برے عمل پر رنج و غم کا اظہار کرو۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ایمان کے ستر سے زیادہ درجے ہیں اور اس کا سب سے کم درجہ راستہ میں سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے اور حضور نبی کریم ﷺ اس وقت ایک مجمع سے خطاب فرما رہے تھے۔ اس دوران ایک شخص حاضر ہوا اور اس کے کپڑے سفید اور بال سیاہ تھے۔ وہ شخص حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنے گھٹنے حضور نبی کریم ﷺ کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دل و زبان سے گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے

رسول ہیں۔ نماز کی پابندی کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنے اور اگر توفیق ہو تو بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔ اس سوالی نے جب آپ ﷺ کی بات سنی تو کہا کہ آپ ﷺ درست کہتے ہیں۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حیران ہوئے کہ خود ہی اس نے پوچھا اور خود ہی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ پھر اس شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ عزوجل اس کے رسولوں اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور روز آخر کو حق جانو۔ اس نے کہا کہ آپ ﷺ درست کہتے ہیں۔ پھر اس شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ عزوجل کی عبادت و بندگی اس طرح کرو کہ جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو اگرچہ تم اسے نہیں دیکھتے لیکن وہ تو تم کو دیکھتا ہے۔ پھر اس شخص نے دریافت کیا کہ قیامت کب واقع ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اسے زیادہ جانتے ہو۔ پھر اس نے عرض کیا کہ اس کی کچھ نشانیاں بیان کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی اور یہ آج جو بکریاں چرانے والے ہیں اور ان کے پاؤں میں جوتا اور بدن پر کپڑا نہیں ہے یہ بڑی بڑی عمارتیں بنائیں گے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کریں گے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص ان سوالوں کا جواب ملنے کے بعد چلا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد مجھ سے دریافت کیا کہ اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تم جانتے ہو وہ شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ اور اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ جبرائیل (علیہ السلام) تھے اور تمہیں دین سکھانے کے لئے انہوں نے یہ سوال کئے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک میں تمہارے والدین تمہاری اولاد اور عزیز واقارب سے زیادہ تمہیں عزیز نہ ہو جاؤں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کوئی بات خلاف شرع دیکھو تو اسے اپنے ہاتھوں سے درست کرنے کی کوشش کرو اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پھر اپنی زبان سے اس کو درست کرنے کی کوشش کرو اور اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اسے دل میں برا جانو اور یہ ایمان کا سب سے کم تر درجہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم ہرگز جنت میں نہیں جاسکتے جب تک تم صاحب ایمان نہ ہو اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک تمہارے درمیان باہمی محبت نہ پائی جائے اور اگر تم اپنے درمیان سلام کو عام کرو گے تو تمہارے درمیان محبت فروغ پائے گی۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے بہترین ایمان کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری کسی سے بھی محبت خالص اللہ عز و جل ہی کے لئے ہو اور اگر تم کسی سے عداوت رکھو تو وہ بھی خالص اللہ عز و جل ہی کے لئے ہو نیز تم اپنی زبان کو لغو باتوں کی بجائے اللہ عز و جل کے ذکر میں مشغول رکھو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عز و جل کے ساتھ حسن ظن رکھنا بھی عبادت میں داخل ہے اور ایمان کامل کی ایک نشانی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حیا اور ایمان دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں پس جب ان میں سے ایک کو اٹھا لیا جائے تو دوسرا بھی ساتھ ہی اٹھ جاتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ چار خصلتیں ایسی ہیں وہ جن میں موجود ہوں وہ پکا منافق ہے خواہ وہ روز دار ہو یا باقاعدگی سے نماز ادا کرتا ہو۔ اول جب بات کرے کذب بیانی کرے۔ دوم جب وعدہ کرے وعدہ خلافی کرے۔ سوم جب امانت دار بنایا جائے تو وہ خیانت کرے۔ چہارم جب جھگڑا کرے تو بدکلامی کرے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ میری امت کے زیادہ تر منافقین قاری ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ وہ شخص بدترین ہے جو دوغلا ہے یعنی ایک کے ساتھ ایک طریقہ سے اور دوسرے کے ساتھ دوسرے طریقہ سے پیش آتا ہے۔
حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے خدشہ ہے کہ میں منافق ہو گیا ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو خوفزدہ نہ ہو کیونکہ منافق کبھی اپنے نفاق سے خوفزدہ نہیں ہوتا۔

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نفاق کی دو اقسام ہیں۔ اول وہ جس کے باعث انسان دین سے خارج ہو جائے اور ہمیشہ دوزخ میں رہنے والا ہو جائے اور دوم ایسا نفاق جس کے باعث انسان کو طویل عرصہ تک دوزخ میں ڈالا جائے اور وہ اس کے بلند درجات میں کمی کا باعث ہو۔



غفلت کا شکار

ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

”کیا تم حیران ہوتے ہو اس بات پر کہ تم ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم

غفلت کا شکار ہو۔“

اللہ عزوجل نے اپنے اس فرمان میں بیان کیا ہے کہ تم اللہ عزوجل کی جانب سے

نزول شدہ وعیدوں کو پڑھتے ہو اور تمہیں رونا نہیں آتا اور نہ ہی تم گزشتہ قوموں کے واقعات سے عبرت حاصل کرتے ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ مسجد

سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ وہاں

ٹھہر گئے اور انہیں سلام کیا اور فرمایا کہ جو لذتوں کو مٹانے والی ہے اسے کثرت سے یاد کیا

کرو۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تمہیں وہ کچھ

معلوم ہوتا جس کا علم مجھے ہے تو تم تھوڑا ہنستے اور روتے زیادہ۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب قرآن مجید کی تلاوت کرو تو رو دیا کرو

اور اگر روناتہ آئے تو رونے والی شکل بنا لیا کرو۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جو اپنی جوانی پر فخر کرتا ہے وہ اپنے بڑھاپے

میں روتا ہے۔ جو اپنے مال پر فخر کرتا ہے وہ اپنے تھوڑے پر روتا ہے اور جو اپنی زندگی میں ہنستا ہے

اسے اپنی موت پر روتا آتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ ماسوائے تین آنکھوں کے ہر آنکھ

قیامت کے روزا شکبار ہوگی۔

اول وہ آنکھ جو اللہ عزوجل کے خوف سے روئی ہو۔

دوم وہ آنکھ جو اللہ عزوجل کی جانب سے حرام کی گئی اشیاء سے بچی ہو۔

سوم وہ آنکھ جو اللہ عزوجل کی یاد میں جاگتی رہی ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔



حضور نبی کریم ﷺ کا آنسو بہانا کیسا تھا؟

حضور نبی کریم ﷺ کے آنسو بہانے اور رونے کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ اس طرح روتے کہ آواز پیدا نہ ہوتی تھی یعنی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے تھے اور سینہ مبارک سے رونے کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دیتی تھی۔

حضور نبی کریم ﷺ کبھی تو میت پر رحمت کی وجہ سے روتے، کبھی امت پر نری کی وجہ سے اور کبھی خطرات و قحط سالی کے باعث روتے تھے۔ اللہ عزوجل کی خشیت اور کلام الہی کی تلاوت کرتے وقت بھی آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ آپ ﷺ کا یہ رونا محبت اور شوق کی وجہ سے ہوتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اس وقت نماز ادا فرما رہے تھے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور رونے کی وجہ سے سینہ مبارک سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے ہنڈیا کو جوش ہوتا ہے۔



والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا

حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا تعلق قریش کے مشہور قبیلے بنو زہرہ سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنی عادات و اطوار اور خوبصورتی کے اعتبار سے تمام دیگر عورتوں میں ممتاز تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ابتداء سے ہی نرم طبیعت اور عمدہ اخلاق کی مالک تھیں۔

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے شادی کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ حضرت عبد المطلب اپنے بیٹے حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو لے کر وہب بن عبد مناف کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ وہ میرے بیٹے کو اپنا بیٹا بنا لیں۔ وہب بن عبد مناف نے حضرت عبد المطلب کی بات پر لبیک کہا اور اپنی بیٹی حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کر دی۔

حضور نبی کریم ﷺ کے والد حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا وصال آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے قبل ہو چکا تھا۔ حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا قریباً چھ سال تک حیات رہیں۔ اس دور میں عورتوں کے لئے اپنے شوہر کی وفات کے بعد دوسرا نکاح کرنا معیوب نہ تھا مگر آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد کوئی نکاح نہ کیا اور اپنی زندگی حضور نبی کریم ﷺ کی پرورش اور اپنے شوہر کی یادوں کے سہارے بسر کی۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک چھ برس تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا آپ رضی اللہ عنہ کو لے کر مدینہ منورہ اپنے شوہر حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی

قبر مبارک پر گئیں۔ اس سفر میں حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی ہمراہ تھیں۔ مدینہ منورہ سے واپسی پر ابواء کے مقام پر حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ والدہ ماجدہ کے سایہ شفقت سے محروم ہو گئے۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو ابواء کے مقام پر ہی سپرد خاک کیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے ابواء تشریف لے گئے۔ اس وقت چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ ﷺ اپنی والدہ کی قبر پر بیٹھ گئے اور کافی دیر تک روتے رہے اور آپ ﷺ کو روتا دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی رونا شروع ہو گئے۔ بعد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے رونا کی وجہ دریافت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنی والدہ کی شفقت اور رحمت کو یاد کر کے رو پڑا تھا۔



دادا حضرت عبدالمطلب

حضور نبی کریم ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب ہاشم کی سب سے چھوٹے بیٹے ہیں۔ آپ کا شمار قریش کے معززین میں ہوتا تھا۔ حضرت عبدالمطلب نے منت مانگی کہ اللہ عزوجل نے انہیں دس بیٹے عطا کرے گا تو وہ اپنا ایک بیٹا اللہ عزوجل کی راہ میں قربان کریں گے۔ اللہ عزوجل نے انہیں دس بیٹے اور چھ بیٹیاں عطا فرمائیں۔ حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے درمیان قرعہ ڈالا تو قرعہ حضور نبی کریم ﷺ کے والد اور آپ کے لاڈلے بیٹے حضرت سیدنا عبد اللہ ﷺ کے نام نکلا جن کی عمر اس وقت اٹھارہ برس تھی۔

حضرت عبدالمطلب نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے اس عزیز از جان بیٹے کو قربان کرنے لگے تو قریش کے دیگر سردار آئے اور انہوں نے آپ کی منت کی کہ اپنے اس بیٹے کو ذبح نہ کریں۔ پھر حضرت عبدالمطلب نے ایک قرعہ کے ذریعے حضرت سیدنا عبد اللہ ﷺ کے عوض سواونٹ قربان کئے اور اپنی منت کو پورا کیا۔

حضرت سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر مکہ مکرمہ واپس پہنچیں اور آپ ﷺ کو حضرت عبدالمطلب کے سپرد کر دیا۔ حضرت عبدالمطلب نے اپنے یتیم پوتے کی پرورش میں کوئی کمی نہ آنے دی اور اپنے لاڈلے بیٹے حضرت سیدنا عبد اللہ ﷺ کے اس فرزند کو سینے سے لگائے رکھا۔

حضرت عبدالمطلب کی حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کبھی بھی حضور نبی کریم ﷺ سے ملے بغیر کسی سفر پر روانہ نہ ہوتے تھے۔ حضرت عبدالمطلب اپنے پوتے کو اپنے ساتھ بٹھاتے اور کہتے تھے کہ اللہ کی قسم! یہ بڑی شان اور

عظمت والا ہے۔ میں اس کی پیشانی میں ایک نور دیکھتا ہوں اور یہ لوگوں کی سرداری کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ میرا یہ بیٹا ایک دن منصب عظیم پر فائز ہو گیا اور میں اس میں بزرگی کی بے شمار نشانیاں دیکھتا ہوں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک آٹھ برس ہوئی تو حضرت عبدالمطلب بھی وصال فرما گئے۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت عبدالمطلب کے وصال کے وقت حضور نبی کریم ﷺ بھی ان کے جنازے میں شامل تھے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔



چچا حضرت ابوطالب

حضرت ابوطالبؑ حضرت عبدالمطلب کے بیٹے اور حضور نبی کریم ﷺ کے چچا ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی تمام ذمہ داری حضرت عبدالمطلب کے سپرد ہوئی۔ پھر جب حضرت عبدالمطلب کا وصال ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ جو کہ ابھی کم سن تھے ان کی ذمہ داری حضرت ابوطالب نے سنبھال لی۔

حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے چچا حضرت ابوطالب سے بے حد محبت تھی۔ حضرت ابوطالب نے حضور نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد ہر مشکل گھڑی میں آپ ﷺ کا ساتھ دیا اور ہمہ وقت آپ ﷺ کی حفاظت فرماتے رہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی دلی آرزو تھی کہ ان کے چچا حضرت ابوطالب ایمان سے سرفراز ہوں یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ وقتاً فوقتاً انہیں اسلام کی دعوت دیتے رہے تھے تاکہ آپ ﷺ کی حمایت اور دین اسلام کی بدولت وہ جنت الفردوس میں بلند و اعلیٰ مرتبہ کے حقدار ہوں۔

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت ابوطالب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو اس وقت حضور نبی کریم ﷺ آپ کے پاس تشریف لائے اور ایک مرتبہ پھر اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ حضرت ابوطالب نے جواباً کہا کہ اے بھتیجے! میں جانتا ہوں کہ تو میرا خیر خواہ ہے لیکن میں اس سے بھی ڈرتا ہوں کہ کہیں قریش والے یہ نہ کہنے لگیں کہ موت کے ڈر سے میں مسلمان ہو گیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کے جانے کے کچھ دیر بعد آپ کا وصال

ہو گیا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو آپ کے وصال کی خبر دی۔
حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جاؤ اور ان کی
تجہیز و تکفین کا انتظام کرو۔ پھر آپ ﷺ نے ان کے جنازے میں شمولیت اختیار کی اور
آپ ﷺ اس موقع پر فرما رہے تھے: اے میرے پیارے چچا! آپ نے میرے ساتھ صلہ
رحمی کی اور میرے حق میں کبھی کوتاہی نہیں کی اللہ عزوجل اس کے بدلہ میں آپ کے ساتھ صلہ
رحمی کرے اور آپ کو نیک اجر عطا فرمائے۔



ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کا حقیقی نام ”خدیجہ (رضی اللہ عنہا)“ اور کنیت ام ہند ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنی پاکیزگی اور نیک اخلاق و عادات کی بدولت طاہرہ کے لقب سے مشہور ہوئیں۔

مکہ مکرمہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی امانت و دیانت کا شہرہ عام ہوا تو ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا کچھ مال ان کو بذریعہ تجارت کے لئے دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے واپسی پر آپ رضی اللہ عنہا کو جب تمام حساب و کتاب نہایت دیانتداری کے ساتھ دیا تو آپ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کے اخلاق سے بے حد متاثر ہوئیں اور آپ رضی اللہ عنہا کی جانب نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا حضرت ابوطالب کے مشورہ سے اس پیغام کو قبول کر لیا۔ نکاح کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کا حق مہر بیس اونٹ مقرر کیا گیا۔ نکاح کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس برس اور حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پچیس برس تھی۔

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا دین اسلام قبول کرنے والی پہلی فرد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کرنے کے بعد ہر مشکل گھڑی میں حضور نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیا۔ جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کو ان کے اہل و عیال سمیت شعب ابی طالب نامی گھاتی میں محصور کیا گیا آپ رضی اللہ عنہا نے اس وقت بھی حضور نبی کریم ﷺ کا حوصلہ بڑھایا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمایا کہ جب مشرکین کو میری باتیں ناگوار گزرتیں اور وہ مجھے تکلیف پہنچاتے تو اس وقت

خدیجہ (رضی اللہ عنہا) میری دلجوئی کرتیں اور میری ہمت بڑھاتی تھیں۔ ان کی دلجوئی سے میرے دل کو قرار آ جاتا تھا۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) نے ۱۰ نبوی میں وصال فرمایا۔ بوقت وصال آپ (رضی اللہ عنہا) کی عمر مبارک پینسٹھ (۶۵) برس تھی۔ آپ (رضی اللہ عنہا) کو جنت المعلیٰ میں مدفون کیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ (رضی اللہ عنہا) کو اپنے ہاتھوں سے لحد میں اتارا۔ آپ (رضی اللہ عنہا) کے وصال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کثر غمگین رہنے لگے۔

حضور نبی کریم ﷺ جب ام المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی تدفین کے بعد گھر لوٹے تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا (رضی اللہ عنہا) جو کہ ابھی بچی تھیں انہوں نے دریافت کیا کہ میری ماں کہاں ہیں؟ آپ (رضی اللہ عنہا) نے انہیں گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تمہاری ماں اس وقت جنت میں موتیوں کے بنے ہوئے محل میں آرام فرما رہی ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت بیان کی ہے کہ ام المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے وصال کے بعد ان کی بہن حضرت ہالہ (رضی اللہ عنہا) ایک مرتبہ کسی کام سے حضور نبی کریم ﷺ سے ملنے آئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی آواز سنی تو آپ (رضی اللہ عنہا) کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کیونکہ ان کی آواز ام المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) سے ملتی تھی۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) جو کہ اس وقت آپ (رضی اللہ عنہا) کے پاس تشریف فرما تھیں کہنے لگیں کہ آپ (رضی اللہ عنہا) ایک بوڑھی عورت کے لئے روتے ہیں جبکہ اللہ عزوجل نے آپ (رضی اللہ عنہا) کو کثیر ازواج سے نوازا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! انہوں نے میری اس وقت تصدیق کی جب سب نے میری تکذیب کی اور وہ اس وقت اسلام لائیں جب سب کافر تھے اور انہوں نے اس وقت میری مدد کی جب میری مدد کرنے والا کوئی نہ تھا اور میری تمام اولاد انہی کے بطن سے ہوئی ہے۔

۲ھ میں جب حق و باطل کے درمیان پہلا جہاد مکہ میں پیش آیا اور اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمایا تو حضرت ابوالعاص (رضی اللہ عنہ) بھی قیدی بن کر آئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو ان قیدیوں کے قرابت دار تھے انہوں نے ان قیدیوں کی رہائی کے بدلہ میں فدیہ ادا کر کے ان کو آزاد کروا دیا۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو جب حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے قید کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا ہار جو کہ والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بوقت شادی آپ رضی اللہ عنہا کو دیا تھا وہ حضور نبی کریم ﷺ کو بھیج دیا کہ اس کے بدلہ میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی رہائی عمل میں آ سکے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب وہ ہار دیکھا تو آپ ﷺ کو اپنی پیاری بیوی یاد آ گئیں اور آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو وجہ دریافت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ میری بیوی اور تمہاری ماں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کا ہار ہے۔ یہ ہار میری بیٹی کے پاس میری بیوی کی نشانی ہے اگر تم کہو تو میں اس ہار کو لوٹا دوں اور ابوالعاص (رضی اللہ عنہ) کا فدیہ یہ ہو کہ وہ مکہ مکرمہ واپس جا کر میری بیٹی کو صحیح سلامت مدینہ منورہ بھیج دیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات پر سر تسلیم خم کر دیا۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر رہا کر دیا گیا کہ وہ مکہ مکرمہ جا کر حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ بھیج دیں گے۔ آپ ﷺ نے اس مقصد کے لئے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ہمراہ بھیج دیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ کے نواح میں جہاں آج مسجد عائشہ واقع ہے وہاں قیام کیا اور حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے حسب وعدہ اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے پاس بھیج دیا جہاں سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہا کو لے کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔



حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا حضرت عبدالمطلب کی بھتیجی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح ابوطالب سے ہوا اور جب آغاز اسلام میں بنو ہاشم نے حضور نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیا تو آپ رضی اللہ عنہا دائرہ اسلام میں داخل ہو گئیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد بچپن سے ہی نہایت بلند اوصاف حمیدہ کی مالک تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی انہی نیک خصلتوں کی وجہ سے حضرت عبدالمطلب نے آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے بیٹے حضرت ابوطالب کے لئے پسند کیا۔ انہوی میں حضرت ابوطالب کے وصال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی سرپرستی کی ذمہ داری آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے کندھوں پر اٹھالی اور حضور نبی کریم ﷺ پر اپنے بچوں سے بھی زیادہ مشفق رہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب تمام مسلمانوں کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد بھی ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد سے بہت محبت تھی۔ آپ ﷺ اکثر و بیشتر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کے گھر تشریف لے جاتے اور وہاں آرام فرماتے تھے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا جب نکاح حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا دختر رسول اللہ ﷺ سے ہوا تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ آتی ہیں میں پانی بھروں گا اور باہر کا کام کروں گا اور وہ چکی پیسنے اور آٹا گوندھنے میں آپ رضی اللہ عنہا کی مدد کریں گی۔

ہجرت نبوی ﷺ کے چوتھے یا پانچویں سال مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کا وصال ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب آپ ﷺ کے وصال کی خبر ملی تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور سرہانے کے نزدیک کھڑے ہو کر فرمایا:

”اے میری ماں! اللہ عزوجل آپ (ﷺ) پر رحم فرمائے“ آپ (ﷺ) نے خود بھوکا رہ کر مجھے کھلایا اور اپنی لباس کی ضرورت کو پس پشت ڈال کر میری ضرورت کو پورا کیا۔“

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی قمیض مبارک اتاری اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی کہ میری قمیض سے انہیں کفن دو۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ نے جنت البقیع میں قبر کھودی اور حضور نبی کریم ﷺ نے قبر مبارک میں لیٹ کر دعا فرمائی: الہی! میری ماں کی مغفرت فرما اور ان کی قبر کو وسیع فرما۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے انہیں قبر مبارک میں اتارا۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کے وصال پر حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ زار و قطار روتے جاتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک تر ہو گئی۔ آپ ﷺ نے اپنی قمیض مبارک اتار کر کفن دیا اور قبر مبارک میں لیٹ کر فرمایا:

”مہربان چچا ابوطالب کے وصال کے بعد انہوں نے میرے ساتھ شفقت فرمائی اور میرے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آئیں۔“



فرزند حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ

کے وصال پر کیفیت

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے فرزند حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ، ام المؤمنین حضرت سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تولد ہوئے۔ حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت کی خبر حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے دی جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کے غلام تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو اس خوشخبری پر آزاد کر دیا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی گئی کہ حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ حالت نزع میں ہیں۔ آپ ﷺ کے پاس اس وقت حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے سر ہانے پہنچے اور انہیں اپنی آغوش میں لے لیا۔ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ اے ابراہیم (رضی اللہ عنہ)! تیری جدائی کی وجہ سے ہم سب غمگین ہیں۔

حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ دور ہے ہیں جبکہ آپ ﷺ نے میت پر رونے سے منع فرمایا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے ابن عوف (رضی اللہ عنہ)! تم نے مجھے جس حالت میں دیکھا یہ رحمت و شفقت کا اظہار ہے جو اسے دیکھنے سے پیدا ہوئی ہے اور میں نے جس بات سے منع

کیا ہے وہ لہو و لعب یا اس چیخنے چلانے سے منع کیا ہے جس کا اظہار عموماً لوگ کسی کے مرنے پر کرتے ہیں۔ میں منہ نوچنے، چہرہ پیٹنے، کپڑے پھاڑنے اور بین کرنے سے منع کرتا ہوں اور اگر آنکھوں سے آنسو جاری ہوں تو وہ رحم و شفقت کی وجہ سے ہوں اور جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے وصال پر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے رونا شروع کر دیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو منع کیا تو انہوں نے عرض کی کہ میں نے آپ ﷺ کو بھی روتے دیکھا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رونا رحمت ہے اور چلانا شیطانی فعل ہے۔



دختر حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

کے وصال پر کیفیت

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تمام بہنوں میں سب سے بڑی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی ﷺ کے دس برس قبل تولد ہوئیں۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح کم سنی میں آپ رضی اللہ عنہا کے خالہ زاد حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بن ربیع بن عبد شمس سے ہوا جو ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سگی بہن حضرت ہالہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کے بیٹے تھے۔

۲ھ میں جب حق و باطل کے درمیان پہلا مغرکہ میدان بدر میں پیش آیا اور اللہ عز و جل نے مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمایا تو حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بھی قیدی بن کر آئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو ان قیدیوں کے قرابت دار تھے انہوں نے ان قیدیوں کی رہائی کے بدلہ میں فدیہ ادا کر کے ان کو آزاد کروادیا۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو جب حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے قیدی کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا ہار جو کہ والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بوقت شادی آپ رضی اللہ عنہا کو دیا تھا وہ حضور نبی کریم ﷺ کو بھیجا تاکہ اس کے بدلہ میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی رہائی عمل میں آسکے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب وہ ہار دیکھا تو آپ ﷺ کو اپنی پیاری بیوی یاد آ گئیں اور آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو وجہ دریافت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ میری بیوی اور تمہاری ماں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کا ہار ہے۔ یہ ہار میری بیٹی کے پاس میری بیوی کی نشانی ہے اگر تم کہو تو میں اس ہار کو لوٹا دوں

اور ابوالعاص (رضی اللہ عنہ) کا فدیہ یہ ہو کہ وہ مکہ مکرمہ واپس جا کر میری بیٹی کو صحیح سلامت مدینہ منورہ بھیج دیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات پر سر تسلیم خم کر دیا۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر رہا کر دیا گیا کہ وہ مکہ مکرمہ جا کر حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ بھیج دیں گے۔ آپ ﷺ نے اس مقصد کے لئے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ہمراہ بھیج دیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ کے نواح میں جہاں آج مسجد عائشہ واقع ہے وہاں قیام کیا اور حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے حسب وعدہ اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے پاس بھیج دیا جہاں سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہا کو لے کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔

روایات میں آتا ہے کہ جس وقت کنانہ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو لے کر مکہ مکرمہ سے نکلنے لگے تو قریش نے انہیں روک لیا۔ ہمارے آگے بڑھ کر حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے اونٹ کو نیزہ مارا جس سے آپ رضی اللہ عنہا نیچے گر پڑیں۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ان دنوں حاملہ تھیں اس طرح گرنے سے آپ رضی اللہ عنہا کا حمل ساقط ہو گیا۔ کنانہ نے جب یہ ماجرا دیکھا تو اس نے قریش کو لکار دیا۔ اس دوران حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو کہ مسلمان نہ ہوئے تھے وہ آگئے اور انہوں نے ہبار کو جانے دیا۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچیں تو آپ ﷺ نے انہیں اپنے گلے سے لگا لیا اور پیار کیا۔ پھر جب آپ ﷺ کو ہبار اور اس کے ساتھیوں کی گستاخی کے بارے میں علم ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جب تم ان پر قابو پا لو تو ان کو قتل کر دینا۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مکہ مکرمہ تو بھیج دیا مگر وہ آپ رضی اللہ عنہا کی جدائی کو برداشت نہ کر پائے۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ شریف النفس اور دیانت دار آدمی تھے اور قریش کی جانب سے حضور نبی کریم ﷺ کے خلاف کی جانے والی کسی بھی سازش کا حصہ نہ رہے تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کا دل بھی رفتہ رفتہ دین اسلام کی جانب مائل ہونے لگا۔ اس دوران ۶ھ میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا سامان تجارت لشکر اسلام نے

مدینہ منورہ کے نزدیک روک لیا جسے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے بعد چھوڑ دیا گیا۔ آپ ﷺ حضور نبی کریم ﷺ کے حسن اخلاق سے پہلے ہی متاثر تھے اب آپ ﷺ نے ارادہ کر لیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار کر لوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنا تمام لین دین مکہ مکرمہ میں ختم کیا اور مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوالعاص ﷺ کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد ان کا نکاح حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے ایک مرتبہ پھر اسلامی طریقہ کے مطابق کیا۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وصال حضور نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی ۸ھ میں ہوا جبکہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۲ھ میں ہوا۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے دو بچے علی (رضی اللہ عنہ) اور امامہ (رضی اللہ عنہا) تولد ہوئے۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو غسل ام المومنین حضرت ام سلمہ ام المومنین حضرت سودہ اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے دیا۔ جب غسل کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ نے اپنا تہہ بندان کے کفن کے لئے عنایت فرمایا۔ آپ ﷺ کی نماز جنازہ حضور نبی کریم ﷺ نے خود پڑھائی اور حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے قبر مبارک میں اتارا۔ آپ ﷺ کے وصال پر حضور نبی کریم ﷺ نہایت مغموم تھے اور فرما رہے تھے کہ زینب رضی اللہ عنہا میری پیاری بیٹی تھی اور اس کو میری محبت کی وجہ سے تکلیف پہنچائی گئی۔



دختر حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا

کے وصال پر کیفیت

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی دوسری صاحبزادی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا اپنی بڑی بہن حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے تین سال بعد اور بعث نبوی سے سات سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کی۔ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا جبکہ آپ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا۔ جب ابولہب کی حضور نبی کریم ﷺ سے دشمنی بڑھ گئی اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیے تو اللہ عز و جل نے سورہ لہب نازل فرمائی۔ اس سورت کے نزول کے بعد ابولہب نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دے دیں اور اس وقت ان دونوں شہزادیوں کی رخصتی نہ ہوئی تھی۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نیک نیتی اور شرافت کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نکاح کے موقع پر فرمایا کہ اللہ عز و جل نے میری جانب وحی کی کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح عثمان (رضی اللہ عنہ) سے کروں۔ روایات کے مطابق نکاح کے وقت حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک بارہ برس تھی۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم

ﷺ کے اعلان نبوت کے تیسرے سال ہوا۔ آپ ﷺ خود کو حضور نبی کریم ﷺ کا داماد ہونے پر فخر محسوس کرتے تھے۔ آپ ﷺ چونکہ صاحب حیثیت تھے اس لئے حضور نبی کریم ﷺ کی شہزادی کو بھی ہر طرح کی آسائش مہیا کیں اور ان کے آرام اور سہولت کا خیال رکھا۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسلمانوں میں سب سے پہلے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ ہجرت کے کچھ عرصہ تک حضور نبی کریم ﷺ کو ان کے حالات کی خبر نہ ہوئی جس کی وجہ سے آپ ﷺ مغموم رہنے لگے۔ اس دوران قریش کی ایک عورت حبشہ سے مکہ مکرمہ آئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور اپنی بیٹی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا حال دریافت کیا؟ اس نے عرض کی کہ میں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو اس حال میں دیکھا کہ وہ ایک جانور پر سوار تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس عورت کی بات سن کر فرمایا: اللہ عز وجل ان دونوں کا حامی و ناصر ہو، حضرت لوط علیہ السلام کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پہلے مہاجر ہیں جنہوں نے اللہ عز وجل کی راہ میں ہجرت اختیار کی۔

۲ھ میں جس وقت حضور نبی کریم ﷺ اپنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر غزوہ بدر کی تیاریوں میں مشغول تھے حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو چچک کی بیماری لاحق ہو گئی۔ آپ ﷺ اس بیماری کے باعث شدید علیل ہو گئیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ جنگ میں شمولیت اختیار کرنے کی بجائے اپنی بیوی کی بیمار داری کریں۔ جس وقت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اس وقت حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کی تدفین میں مصروف تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ واپس پہنچے اور آپ ﷺ کو حضرت سیدہ

رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کی خبر سنا لی گئی تو آپ ﷺ بے حد مغموم ہوئے۔ آپ ﷺ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک پر تشریف لے گئے اور کافی دیر تک آنسو بہاتے رہے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بھی تھیں وہ بھی بہن کی قبر پر کافی دیر تک روتی رہیں اور حضور نبی کریم ﷺ اپنی چادر مبارک سے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنسو پونچھتے رہے۔



دختر حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا

کے وصال پر کیفیت

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم ﷺ کی تیسری صاحبزادی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی کی چھٹے سال پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہوش میں شعب ابی طالب جیسی سختیوں کو برداشت کیا اور اپنی والدہ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس جہان فانی سے رخصت ہوتے دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا دکھ کی ان گھڑیوں میں اپنے والد حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھیں اور ان کو دلا سہ دیتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ان سختی کے ایام میں اپنی چھوٹی بہن شہزادی رسول اللہ ﷺ خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا بھی خیال رکھا اور انہیں ماں کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد روتے ہوئے دیکھا تو ان سے رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میرا آپ ﷺ کے ساتھ جو تعلق تھا وہ منقطع ہو گیا۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے بعد اللہ عز و جل کا پیغام پہنچایا کہ آپ ﷺ اپنی دوسری صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمانِ الہی کے مطابق حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سید عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور مہر حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا

کے برابر ہی مقرر فرمایا۔

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہی ۸ھ میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا کو حضرت اسماء اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہما نے غسل دیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا۔

حضور نبی کریم ﷺ حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو قبر مبارک میں اتارنے کے بعد قبر مبارک کے سرہانے بیٹھ گئے اور کافی دیر تک آنسو بہاتے رہے۔



حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا غم

حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ رشتہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے چچا اور خالہ زاد بھائی بھی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے دو سال بڑے تھے اس لئے دیگر چچاؤں کی نسبت آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ دوستانہ تعلقات بھی رکھتے تھے۔ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کے اوائل میں ہی حضور نبی کریم ﷺ کے دست حق پر بیعت کی اور اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد مشرکین مکہ پر ایک رعب و دبدبہ کی کیفیت طاری ہو گئی۔

رمضان المبارک ۲ ہجری میں بدر کے مقام پر حق و باطل کا پہلا معرکہ پیش آیا۔ بدر مدینہ منورہ سے اسی میل کے فاصلے پر واقع ایک گاؤں کا نام ہے جہاں ایک کنویں کے نام بدر سے اس گاؤں کا نام بدر مشہور ہوا۔ غزوہ بدر میں لشکر اسلام کی تعداد تین سو تیرہ تھی جن کے پاس ستر اونٹ اور تین گھوڑے تھے جبکہ کفار کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی اور ان کے پاس جنگی ساز و سامان بھی دافر موجود تھا۔

غزوہ بدر کا آغاز اس وقت کے جنگی قواعد و ضوابط کے مطابق پہلا فردا فردا ہوا۔ میدان جنگ میں کفار کی جانب سے عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کے ساتھ میدان جنگ میں اترا۔ ان تینوں سے مقابلے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ نے تین انصاری نوجوانوں کو میدان جنگ میں اتارا۔ عتبہ نے جب ان انصاریوں کو دیکھا تو اس نے للکار کو حضور نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ ہمارے مقابلے میں ہمارے بھائیوں (چچا زاد) کو میدان جنگ میں بھیجیں جس پر حضور نبی کریم ﷺ نے ان تینوں انصاری نوجوانوں کو

واپس بلایا اور حضرت سیدنا حمزہؓ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم کو میدان میں بھیجا۔ حضرت عبیدہ بن حارث اس وقت ضعیف تھے اور ان کی عمر اس وقت قریباً اسی برس تھی لیکن آپ ﷺ جذبہ جہاد سے سرشار تھے۔ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا مقابلہ عتبہ سے ہوا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ولید سے ہوا اور حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ شیبہ سے ہوا۔ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار میں اپنے مد مقابل کی گردنیں اڑا دیں۔ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور عتبہ بن ربیعہ کے درمیان گھمسان کا رن پڑا ہوا تھا اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ باوجود ضعیف ہونے کے اس کا مقابلہ بڑی بہادری سے کر رہے تھے، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ ان کا فیصلہ نہیں ہو رہا تو آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر عتبہ کی گردن اڑا دی جس کے بعد باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی۔

حق و باطل کے درمیان دوسرا معرکہ احد کے مقام پر ہوا۔ احد ایک پہاڑ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے قریباً تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس معرکہ کی وجہ یہ تھی کہ غزوہ بدر کے موقع پر کفار کے جو ستر آدمی مارے گئے ان میں ایک بڑی تعداد سردارانِ مکہ کی تھی اور ان میں وہ افراد بھی شامل تھے جنہوں نے ہجرت کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کے قتل کی منصوبہ بندی کی اور حضور نبی کریم ﷺ کے گھر کے باہر موجود رہے تھے۔ مشرکین مکہ کو ان کی عورتوں نے ابھارا کہ اگر ان میں حوصلہ نہیں تو وہ لڑنے کے لئے نکل پڑیں گی۔ الغرض مشرکین مکہ نے تین ہزار افراد پر مشتمل ایک لشکر جنگ کے لئے تیار کیا جس کی قیادت ابوسفیان کر رہا تھا۔ مشرکین مکہ کے اس لشکر میں سات سو زره پوش، تین ہزار اونٹ اور دوسو گھوڑے تھے۔

غزوہ احد میں بے شمار جاٹاڑ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ اس معرکہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہر عزیز چچا حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں ”سید الشہداء“ کا لقب دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ اپنے چچا حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے پاس تشریف لے گئے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! اگر قریش میرے ہاتھ آ جائیں تو میں ان کے ستر آدمیوں کا مثلہ کر دوں۔ آپ ﷺ غزوہ احد کے بعد اکثر و بیشتر احد پہاڑ پر تشریف لے جاتے تھے اور شہدائے احد کے لئے دعائے خیر فرماتے تھے۔

فتح مکہ کے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے جب مقتولین کا خون بہا معاف کیا تو فرمایا کہ سب سے پہلے میں اپنے چچا حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا خون معاف کرتا ہوں۔ وحشی جس نے ہندہ بنت عتبہ کے کہنے پر حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا وہ مسلمان ہو گیا تو آپ ﷺ نے اسے بھی معاف فرما دیا اور فرمایا کہ تم میرے سامنے سے چلے جاؤ۔



دنیا کی وسعت پر آنسو بہانا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے شہدائے احد کی نماز جنازہ آٹھ سال بعد اس طرح ادا کی کہ گویا آپ ﷺ زندوں اور مردہ لوگوں کو رخصت کر رہے ہیں۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تم لوگوں سے قبل تمہارا پیشرو ہوں اور میں تم لوگوں پر گواہ ہوں اور میری اور تمہاری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے۔ میں یہاں سے اسے دیکھ رہا ہوں اور مجھے تم لوگوں پر اس بات کا خطرہ نہیں کہ تم شرک کرو گے لیکن میں تم لوگوں پر دنیا کو وسیع ہوتے دیکھ رہا ہوں اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ تم لوگ عنقریب دنیا کی جانب مائل ہو جاؤ گے۔ یہ فرما کر حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی کھڑا ہوا جس کی طبیعت میں سختی تھی۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم کو قحط سالی نے مار ڈالا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس کے علاوہ یہ اندیشہ ہے کہ جب تم پر دنیا وسیع کر دی جائے گی اور کاش! میری امت سونا استعمال نہ کرے۔



قرآن کی تلاوت سن کر آنسو بہانا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابن مسعود (رضی اللہ عنہ)! قرآن کی تلاوت کرو۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا میں آپ ﷺ کے لئے قرآن پڑھوں؟ حالانکہ قرآن کا نزول آپ ﷺ پر ہی ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ میں اپنے غیر سے قرآن سنوں۔ میں نے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کی اور جب آیت فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا (پس اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ حاضر کریں گے اور آپ کو بھی ان پر گواہی کے لئے حاضر کیا جائے گا) پر پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کافی ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے اس وقت آنسو جاری تھے۔



حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے وصال پر کیفیت

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا شمار اولین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ آپ ﷺ دین اسلام پر قائم رہے۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے خطاب کے دوران عذاب الہی کا ذکر کیا تو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ جو کہ رہبانیت اختیار کرنے پر تیار ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا تو عرض کی کہ میں دنیاوی عیش و عشرت ترک کر کے یکسوئی کے ساتھ اللہ عز و جل کی عبادت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! تم ہرگز ایسا نہ کرنا۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر آپ رضی اللہ عنہ نے رہبانیت اختیار کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے غزوہ بدر میں شمولیت اختیار کی۔ ہجرت مدینہ کے بعد وصال فرمانے والے پہلے مہاجر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی پیشانی کا بوسہ لیا اور اس وقت آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جن سے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا چہرہ تر ہو گیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے چہرہ کو بوسہ دیا اس وقت آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔



نواسی کے وصال پر کیفیت

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ایک نواسی قریب المرگ تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی نواسی کو گود میں اٹھا لیا اور پھر آپ ﷺ کی گود میں ان کا وصال ہو گیا۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے چلا کر رونا شروع کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو تھے آپ ﷺ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اللہ کے نبی کے سامنے ایسے روتی ہیں؟ انہوں نے عرض کی کہ آپ ﷺ بھی رورہے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ رحمت کے آنسو ہیں۔ مومن ہر حال میں خیر میں رہتا ہے یہاں تک کہ اس کی روح پرواز کر جاتی ہے اور وہ اللہ عزوجل کی حمد و ثناء بیان کرتا ہے۔



نواسے کے وصال پر کیفیت

حضور نبی کریم ﷺ کے نواسے حضرت سیدنا علی بن العاص رضی اللہ عنہما، حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے اکلوتے فرزند ہیں۔ حضرت سیدنا علی بن العاص رضی اللہ عنہما بلوغت میں ہی اس جہان فانی سے کوچ فرما گئے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے کہ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا ایک خادم آیا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی کہ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اس وقت آپ ﷺ کو بلا رہی ہیں کہ حضرت سیدنا علی بن العاص رضی اللہ عنہما حالت نزع میں ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس خادم سے فرمایا کہ ان سے جا کر کہو کہ بے شک اللہ عز و جل جو عطا کرتا ہے یا لوٹا لیتا ہے اسی کا ہے اور ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے اسے چاہئے کہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ اس خادم نے جا کر حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سنا دیا۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے اس خادم کو دوبارہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ ﷺ نے حضرت زید بن ثابت، حضرت معاذ بن جبل، حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت ابن ابی کعب رضی اللہ عنہم کو ہمراہ لیا اور حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے۔ جب وہاں پہنچے تو آپ ﷺ نے حضرت سیدنا علی بن العاص رضی اللہ عنہما کو حالت نزع میں دیکھا۔ آپ ﷺ نے انہیں گود میں اٹھا لیا اور اس وقت آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے یہاں تک کہ حضرت سیدنا علی بن العاص رضی اللہ عنہما کا وصال ہو گیا۔



حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زخمی دیکھ کر آنسو جاری ہو گئے

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا بنت صخر ہیں جو اُم الخیر کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا آغاز اسلام میں ہی دار ارقم میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہاتھوں دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔ حضرت اُم الخیر رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے کے بارے میں روایات میں موجود ہے کہ ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ موجود تھی اور اس وقت اسلام لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد انتالیس تھی۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ سے اصرار کر رہے تھے کہ ہمیں کھل کر تبلیغ کرنی چاہئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ہم تعداد میں تھوڑے ہیں اس لئے ابھی کچھ دیر انتظار کرنا چاہئے۔ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اصرار مزید بڑھا تو حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر خانہ کعبہ میں آ گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو لے کر تشریف فرما ہو گئے اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے حکم سے خطبہ دینا شروع کیا۔ اس دوران کفار مکہ نے دھاوا بول دیا۔ عتبہ بن ربیعہ جو بعد ازاں جنگ بدر میں سب سے پہلے قتل ہوا تھا اس نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر گھونسوں اور جوتوں کی بوچھاڑ شروع کر دی جس سے آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ سوچ گیا۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کے لوگ آئے اور انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو عتبہ بن ربیعہ کے چنگل سے چھڑایا اور گھر پہنچا دیا۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت مسلمان نہ ہوئیں تھیں انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو کچھ کھلانے پلانے کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ جب تک میں حضرت محمد ﷺ کو نہ دیکھ لوں گا اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ سے حضور نبی کریم ﷺ کا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ سے فرمایا کہ وہ جائیں اور ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کریں۔ حضرت ام الخیر رضی اللہ عنہا اسی وقت حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا کے گھر گئیں تو انہوں نے بتایا کہ مجھے بھی حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں فی الحال کچھ معلوم نہیں کہ ان کی طبیعت کیسی ہے؟ پھر حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا حضرت ام الخیر رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کے گھر تشریف لائیں اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خیریت دریافت کی۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں دریافت کیا پھر اپنی والدہ اور حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا کے ہمراہ دار ارقم تشریف لے گئے جہاں حضور نبی کریم ﷺ موجود تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو بوسہ دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی جب اپنے اس جاثار صحابی کی حالت دیکھی تو ان پر رقت طاری ہو گئی۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنی والدہ ماجدہ کے بارے میں بتایا اور حضور نبی کریم ﷺ سے درخواست کی کہ وہ ان کے مسلمان ہونے کی دعا فرمائیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس وقت حضرت ام الخیر رضی اللہ عنہا کے مسلمان ہونے کی دعا کی اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئیں۔



امت کے لئے دعا

امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعائ مانگی:

”اے اللہ! انہوں نے بے شمار لوگوں کو گمراہ کیا ان میں سے جو میری پیروی کرے وہ میری جماعت ہے اور جو میری پیروی نہ کرے تو تو غفور و رحیم ہے۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے بعد حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی یہ دعائ مانگی اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

”اے اللہ! اگر تو ان کا عذاب دے گا تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر انہیں معاف کر دے تو بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔“

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے اور امت کے لئے رورو کر دعائ مانگی۔ جب آپ ﷺ کے آنسوؤں میں کوئی کمی نہ ہوئی تو اللہ عزوجل نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ وہ جا کر حضور نبی کریم ﷺ سے رونے کی وجہ دریافت کریں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کے بعد رونے کی وجہ دریافت کی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے وجہ عرض کی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں جا کر وہ وجہ بیان کی۔

اللہ عزوجل نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے پیغام بھیجا کہ اے میرے محبوب! ہم آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی امت کے بارے میں راضی کریں گے۔



حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر ظلم کا سن کر آنسو بہانا

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا مالک امیہ بن خلف آپ رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے پر حائف تھا اور آپ رضی اللہ عنہ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے رکھتا تھا۔ امیہ بن خلف کو جب حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کی خبر ہوئی تو اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تم محمد (ﷺ) کے رب کی عبادت کرتے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں اسی رب کو سجدہ کرتا ہوں جو وحدہ لا شریک ہے۔ امیہ بن خلف نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ کو مارنے لگا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ لہو لہان ہو گئے۔ امیہ بن خلف نے اسی پر بس نے کی بلکہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کو پتی گرمی میں ریت پر لٹا دیتا اور اوپر بھاری پتھر رکھ دیتا۔

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ان تمام مظالم کو برداشت کرتے اور آپ رضی اللہ عنہ کی زبان سے صرف احدا حد کے الفاظ جاری ہوتے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر ان مظالم کا علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر ہونے والے ظلم کے بارے میں آگاہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ چونکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تحریک پر ایمان لائے تھے لہذا ایک دن امیہ بن خلف نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے اسے بہکایا ہے اور محمد (ﷺ) کے دین کو قبول کرنے میں اس کے معاون بنے ہو اب اگر تمہارے دل میں اس کے لئے رحم ہے تو پھر اسے مجھ سے خرید لو اور مجھے اس مصیبت سے

تجات دلاؤ۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے موقع کو غنیمت جانا اور حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد فرما دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے بلال (رضی اللہ عنہ) کو اللہ عز و جل اور آپ ﷺ کی خوشنودی کے لئے خرید کر آزاد کیا۔



حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی پر آنسو بہانا

حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نام ”فاطمہ“ اور لقب ”زہرا“ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی صاحبزادی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے 1 نبوی میں تولد ہوئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کو آپ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا بچپن سے ہی تنہائی پسند تھیں یہی وجہ ہے کہ کبھی کسی کھیل کود میں شامل نہ ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے والد بزرگوار حضور نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف فرما ہو جاتیں اور ان سے مختلف فقہی مسائل دریافت کرتی رہتیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی ذہانت کودیکھتے ہوئے ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔

حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک ابھی صرف دس برس ہی تھی کہ والدہ ماجدہ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس جہان فانی سے کوچ فرما گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو والدہ ماجدہ سے بے حد لگاؤ تھا اور یہی وجہ تھی کہ ان کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہا غمگین رہنے لگ گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ رضی اللہ عنہا کی تمام تر ذمہ داری ان کے سپرد کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ جب تبلیغ اسلام کی سخت محنت اور مشرکین کی تکلیفیں برداشت کرنے کے بعد گھر تشریف لاتے تو آپ رضی اللہ عنہا ان کی حالت دیکھ کر پریشان ہو جاتیں۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! گھبراؤ نہیں اللہ تمہارے باپ کو کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔

ہجرت مدینہ کے وقت حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سن بلوغت کو پہنچ چکی

تھیں۔ جب ہجرت مکمل ہو گئی اور قریباً تمام مسلمان مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچ گئے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک روز حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی درخواست کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ عزوجل چاہے گا وہی ہوگا۔ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں بھی وہی جواب دیا۔ بعد ازاں حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ بوقت نکاح حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک پندرہ سال اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اکیس برس تھی۔

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور اپنی دختر نیک اختر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں نے تمہاری شادی خاندان کے سب سے بہتر شخص سے کی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دونوں کو دعا دیتے ہوئے فرمایا:

”اللہ! ان دونوں میں محبت پیدا فرما اور انہیں ان کی اولاد کی برکت عطا فرما اور ان کو خوش نصیب بنانا ان پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور ان کی اولاد کو ترقی اور پاکیزگی عطا فرما۔“

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا جہیز دیکھ کر حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے آپ ﷺ نے جب جہیز کا سامان دیکھا تو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! اس قوم پر اپنی رحمت نازل فرما جس کے بہترین برتن منی کے ہیں۔



آخرت کو دنیا پر ترجیح

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ صبح کے وقت حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دروازے پر پہنچ کر فرمایا: السلام علیکم بیٹی! میرے ہمراہ ایک شخص بھی ہے کیا ہم اندر آ جائیں؟ حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ بابا جان! اس وقت میرے بدن پر ایک پرانی قمیض کے سوا کچھ نہیں اور اس قمیض سے سارا بدن نہیں ڈھانپا جاسکتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر انہیں پکڑادی جس سے انہوں نے اپنا بدن ڈھانپ لیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ مجھے لے کر گھر کے اندر داخل ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے حال دریافت کیا تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بابا جان! کل سے فاقہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ ان کی بات سن کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ بیٹی! میں نے خود تین دن سے کچھ نہیں کھایا حالانکہ میں اللہ کا محبوب اور رسول ہوں اور تمہاری نسبت اللہ عزوجل کے زیادہ قریب ہوں۔ بیٹی! میں نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی ہے اور فقر و فاقہ اختیار کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے کندھوں پر رکھا اور فرمایا کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو اور میں نے تمہارا نکاح اس شخص سے کیا ہے جو دنیا و آخرت میں سردار ہے تم اپنے شوہر کے ساتھ صبر و شکر سے رہو۔



بروزِ محشر جنت کی نعمتیں تمہاری ہوں گی

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے منقشی چادر اوڑھ رکھی تھی۔ یہ چادر سیاہ بالوں سے بنی ہوئی تھی۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں اپنی چادر میں داخل کر لیا۔ پھر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے انہیں بھی چادر میں داخل کر لیا۔ پھر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے انہیں بھی اس چادر میں داخل کر لیا۔ پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے انہیں بھی اپنی چادر میں داخل کر لیا اور پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل چاہتا ہے کہ میرے گھر والوں سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں صاف ستھرا کر دے۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہا نے اونٹ کی کھال کا لباس پہن رکھا ہے اور اس میں بھی بے شمار پیوند لگے ہوئے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہا کا یہ لباس دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ بیٹی! تم دنیا کی تکلیف کا خاتمہ صبر سے کرو اور آخرت کی دائمی خوشیوں کی منتظر رہو اللہ عزوجل تمہیں نیک اجر عطا فرمائے گا اور بروزِ محشر جنت کی نعمتیں تمہاری ہوں گی۔



اللہ عزوجل بہترین جزاء عطا فرمائے گا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ بنی سلیم کا ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ ﷺ جادوگر ہیں۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب اس شخص کی بات سنی تو آگے بڑھ کر اس کی گستاخی کا جواب دینے کا ارادہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اشارہ سے روک دیا اور اس شخص کو آخرت کے عذاب کے بارے میں بتایا آپ ﷺ کی پر تاثیر باتیں سن کر اس شخص نے معافی مانگی اور آپ ﷺ کے دست حق پر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اس شخص کی بابت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اسے قرآن مجید کی چند آیات سکھاؤ اور قرآن مجید کے احکامات سے آگاہ کر دو۔ جب وہ شخص یہ سیکھ چکا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تمہارے پاس کس قدر مال ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بنی سلیم میں مجھ سے زیادہ غریب کوئی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم میں سے کون اسے اونٹ خرید کر دے گا؟ جو اسے اونٹ دے گا اللہ عزوجل اس کو بہترین جزاء عطا فرمائیں گے۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک اونٹنی ہے وہ میں اسے دیتا ہوں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو اس کا سر ڈھانچے گا؟ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی دستار مبارک اتار کر اس کے سر پر رکھ دی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کے لئے

کھانے کا انتظام کرو۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اٹھے اور مسجد نبوی ﷺ کے اطراف میں موجود چند گھروں سے کھانے کے بارے میں دریافت کیا لیکن کچھ نہ ملا۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور تمام واقعہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گوش گزار کیا۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا تمام واقعہ سن کر آبدیدہ ہو گئیں اور فرمایا: اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! اس اللہ کی قسم جس نے میرے والد کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہمارے گھر میں کئی روز سے فاقہ ہے لیکن چونکہ اب تم میرے در پر آئے ہو اس لئے میں تمہیں واپس نہیں بھیجوں گی تم میری یہ چادر لے جاؤ اور شمعون یہودی کے پاس جا کر کہو کہ یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ کی چادر ہے اسے رکھ لے اور کچھ قرض دے دے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وہ چادر لے کر شمعون کے پاس پہنچے اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا پیغام اسے سنا دیا۔ شمعون نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی چادر دیکھی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ کہنے لگا: اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! اللہ کی قسم! یہ وہی نیک پاکباز لوگ ہیں جن کی خبر اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی تھی۔ میں صدق دل سے حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے والد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر شمعون نے کلمہ طیبہ پڑھا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ پھر اس نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی چادر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو واپس دی اور کچھ جو بھی عطا کر دیئے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وہ جو لے کر حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے شمعون کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور ان کو کہیں کر روٹی تیار کر کے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بھی فاقہ ہے آپ رضی اللہ عنہا کچھ روٹی اپنے اور بچوں کے لئے رکھ لیجئے۔

حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! یہ کھانا اللہ عزوجل کی راہ میں دے دیا ہے اس لئے اب اس میں سے ہمارے لئے لینا درست نہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وہ کھانا لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے اور تمام ماجرا گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے وہ کھانا بنی سلیم کے اس نو مسلم کو عطا فرمایا اور اپنی دختر نیک اختر کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے جب اپنی بیٹی کے چہرہ کو دیکھا تو وہاں فاقہ اور نقاہت کی وجہ سے زردی چھائی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ ﷺ نے اپنا رخ انور آسمان کی جانب اٹھایا اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے حق میں یوں دعائے خیر فرمائی:

”الہی! فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تیری باندی ہے تو اس سے راضی رہنا۔“



حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کے والدین کی تکالیف پر آنسو بہانا

طبقات ابن سعد میں منقول ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے اسلام کی دعوت عام دی تو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کے والدین بھی اسلام کی دولت سے مشرف ہوئے۔ مشرکین مکہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ان کے والدین کے دشمن ہو گئے اور انہیں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچانے لگے۔ ایک دن مشرکین مکہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو تپتی ریت پر لٹا دیا اور اوپر سے پتھر رکھ دیئے۔ یہ پتھر اتنے گرم تھے کہ ان کا جسم جھلس گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا گزر وہاں سے ہوا تو آپ ﷺ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی یہ حالت دیکھ کر رو پڑے اور فرمایا: صبر کرو واللہ عزوجل نے تمہارے لئے جنت کا وعدہ کیا ہے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو مشرکین مکہ نے دو اونٹوں کے درمیان باندھا اور ابو جہل نے ان کی شرمگاہ پر نیزہ مارا جس سے وہ شہید ہو گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا تاریخ اسلام میں شہید ہونے والی پہلی خاتون ہیں۔ پھر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کو بھی مشرکین مکہ نے شہید کر دیا۔



مکہ مکرمہ کو الوداع کہتے ہوئے آنسو بہانا

مشرکین مکہ نے جب دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے والے جانثاروں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے تو انہوں نے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی جان کے بھی دشمن بن گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو بھی طرح طرح کی اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ مشرکین مکہ کے ظلم و ستم جب حد سے تجاوز کر گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے رجب المرجب ۵ نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ مشرکین مکہ کے مظالم سے بچ سکیں اور تبلیغ احلام کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ اس جماعت میں سولہ مرد و عورتیں شامل تھیں اور اس جماعت کے سربراہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے جو اپنی اہلیہ دختر حضور نبی کریم ﷺ، حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ تھے۔

حج کے دنوں میں یثرب جو کہ مدینہ منورہ کا پہلا نام تھا وہاں سے کچھ لوگوں کا قافلہ مکہ مکرمہ آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں دعوت حق دی تو انہوں نے لبیک کہا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ جب مشرکین مکہ کے ظلم و ستم میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تو ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب پہلا گروہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گروہ در گروہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ عز و جل نے وہاں تمہارے لئے بھائی اور اسمن والے گھر بنائے

ہیں۔ آپ ﷺ کا حکم ملتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ابھی تک ہجرت نہ کی تھی اور آپ ﷺ اللہ عزوجل کی جانب سے وحی کے انتظار میں تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ میں باقی رہ گئے تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم جلدی نہ کرو ہو سکتا ہے کہ اللہ عزوجل نے تمہارے لئے کوئی نیک ہم سفر لکھا ہو۔ پھر جب حکم الہی آن پہنچا تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ مشرکین مکہ نے اس رات حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ ان کے اس ارادہ سے قبل ہی گھر سے نکل گئے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کی حدود سے باہر نکلنے کے بعد اشکبار آنکھوں سے مکہ مکرمہ کو دیکھا اور فرمایا کہ اے مکہ! تیری حرمت میرے نزدیک مقدم ہے اور اگر مشرکین مجھے یہاں سے نکلنے پر مجبور نہ کرتے تو میں یہاں سے ہرگز نہ جاتا۔



حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کی تکلیف پر آنسو نکل آئے

حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غارِ ثور میں تین دن اور تین راتیں قیام فرمایا۔ جس وقت دونوں حضرات غارِ ثور میں پہنچے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ وہ انہیں پہلے غار میں جانے دیں تاکہ وہ غار کا جائزہ لیں کہ اندر کوئی زہریلا جانور یا کوئی اذیت والی چیز تو موجود نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اجازت دے دی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار کے اندر داخل ہوئے اور غار میں موجود تمام سوراخ اپنے تہبند کو پھاڑ کر اس سے بند کر دیئے اور صرف دو سوراخ باقی بچ گئے جن پر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے پاؤں رکھ دیئے اور حضور نبی کریم ﷺ کو اندر تشریف لانے کی گزارش کی۔

جب حضور نبی کریم ﷺ غار میں تشریف لائے تو آرام کی غرض سے لیٹ گئے اور سر مبارک حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھ دیا۔ جن سوراخوں پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پاؤں رکھے تھے ان میں سے ایک سوراخ میں سے بچھونے آپ رضی اللہ عنہ کو ڈنک مارا جس کی درد کی شدت سے آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ آنسو بہہ کر حضور نبی کریم ﷺ کے رخسار مبارک پر گر پڑے جس سے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے معاملہ دریافت کیا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سارا ماجرا گوش گزار کر دیا۔ حضور نبی

کریم ﷺ اپنے جانثار دوست کی تکلیف پر پریشان ہو گئے اور آپ ﷺ نے اپنا لعابِ دہن بچھو کے ڈنک والی جگہ پر لگایا جس سے زہر کا اثر جاتا رہا اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تکلیف ختم ہو گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس تکلیف کے عوض اللہ عز و جل کے حضور دعا فرمائی کہ الہی! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو روزِ محشر میرے ساتھ مقامِ عطا فرمانا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی دعا کو قبولیت اللہ عز و جل نے بذریعہ وحی عطا فرمائی۔



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیماری پر آنسو بہانا

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ مینہ منورہ میں تشریف لائے تو بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیمار ہو گئے۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا بلال اور حضرت عامر رضی اللہ عنہم بن فہیرہ بھی شامل تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ ان حضرات کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو ان تینوں حضرات نے مختلف اشعار پڑھے جن میں موت کا ذکر تھا جسے سن کر حضور نبی کریم ﷺ بھی آبدیدہ ہو گئے اور ان کی صحت یابی کے لئے اللہ عزوجل کے حضور دعا کی جس کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صحت یاب ہو گئے۔



غزوہ بدر کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کی دعا

رمضان المبارک ۲ ہجری میں مسلمانوں اور کفار مکہ کے درمیان حق و باطل کا پہلا معرکہ بدر کے مقام پر ہوا جسے تاریخ میں غزوہ بدر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بدر کا میدان مدینہ منورہ سے قریب اسی میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ تین سو تیرہ (۳۱۳) مسلمان مجاہدین کا لشکر حضور نبی کریم ﷺ کی سربراہی میں بدر کے مقام پر پہنچا جہاں ان کا مقابلہ ابو جہل کی سرکردگی میں کفار کے ایک ہزار لشکر سے ہوا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک ٹیلے پر سائبان بنا دیا جہاں پر حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کو ہدایات دیتے رہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں منقول ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب جنگ بدر کا موقع آیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ مشرکین مکہ کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے جبکہ لشکر اسلام کی تعداد صرف تین سو تیرہ ہے تو حضور نبی کریم ﷺ قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے اور اللہ عز و جل کی بارگاہ میں روتے ہوئے دعا کے لئے ہاتھ بلند کرتے ہوئے فرمایا:

”اے اللہ! میرے ساتھ جو وعدہ کیا ہے اسے پورا فرما دے۔ اے اللہ! اگر یہ مٹھی بھر مسلمان آج ختم ہو گئے تو اس زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔“

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دعا مانگنے کے دوران حضور نبی کریم ﷺ کی چادر مبارک کندھوں سے گر گئی۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چادر اٹھا کر

حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر ڈالی اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کافی ہے اللہ عزوجل اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے لشکر اسلام کی غیبی مدد فرمائی اور ہمیں مشرکین پر فتح عطا فرمائی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے گرفتار شدہ مشرکین کے ساتھ سلوک کے بارے میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابرین سے مشورہ کیا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! قریش مکہ کے جو جنگی قیدی ہیں ان میں سے اکثریت آپ ﷺ کے خاندان کے لوگوں کی ہے میری رائے ہے کہ آپ ﷺ ان سے مناسب فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیں تاکہ جو فدیہ ہمیں ملے اس سے مسلمانوں کی مالی حالت بہتر کرنے میں مدد ملے اور ہم اپنے فوجی مصارف کو بھی پورا کر سکیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میری رائے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ والی نہیں ہو سکتی۔ میری رائے میں ہر ایک کا سر قلم کر دینا چاہئے تاکہ کفار مکہ کو پتہ چلا کہ ہمارے دل میں ان کے لئے کوئی نرم گوشہ نہیں اس طرح وہ ہماری سخت دیکھیں گے تو ان کی کمر ٹوٹ جائے گی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو خیمے کے اندر تشریف لے گئے۔ کچھ دیر بعد آپ ﷺ واپس تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے دل نرم کر دیتا ہے تو وہ دودھ سے بھی زیادہ نرم ہو جاتے ہیں اور بعض کے دل سخت کر دیتا ہے تو وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سی ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے حضور عرض کرتے ہیں:

”جو میری بات مان لے وہ میرے ساتھ ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو اس کی مغفرت فرما اور توبہ کرنے والا ہے۔“

اور ابو بکر (رضی اللہ عنہ) تمہاری مثال مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سی ہے جو اللہ عز و جل کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

”اے اللہ! انہیں عذاب دے تو حق ہے کہ یہ تیرے بندے ہیں اور اگر انہیں بخش دے تو تیرا اختیار ہے کہ تو غالب و حکیم ہے۔“

اور اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تمہاری مثال مثال حضرت نوح علیہ السلام کی سی ہے جو اللہ عز و جل کی بارگاہ میں یوں دعا فرماتے ہیں:

”اے پروردگار! زمین پر کسی کافر کو نہ رہنے دے۔“

اور عمر (رضی اللہ عنہ) تمہاری مثال مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سی ہے جو اللہ عز و جل کے حضور عرض کرتے ہیں:

”اے پروردگار! ان کے مال تباہ کر دے ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ یہ دردناک عذاب دیکھے بغیر ماننے والے نہیں ہیں۔“



غزوہ احد میں مسلمانوں کی شہادت پر

رنج کا اظہار

حق و باطل کے درمیان دوسرا معرکہ احد کے مقام پر ہوا۔ احد ایک پہاڑ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے قریباً تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس معرکہ کی وجہ یہ تھی کہ غزوہ بدر کے موقع پر کفار کے جو ستر آدمی مارے گئے ان میں ایک بڑی تعداد سردارانِ مکہ کی تھی اور ان میں وہ افراد بھی شامل تھے جنہوں نے ہجرت کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کے قتل کی منصوبہ بندی کی اور حضور نبی کریم ﷺ کے گھر کے باہر موجود رہے تھے۔ مشرکین مکہ کو ان کی عورتوں نے ابھارا کہ اگر ان میں حوصلہ نہیں تو وہ لڑنے کے لئے نکل پڑیں گی۔ الغرض مشرکین مکہ نے تین ہزار افراد پر مشتمل ایک لشکر جنگ کے لئے تیار کیا جس کی قیادت ابوسفیان کر رہا تھا۔ مشرکین مکہ کے اس لشکر میں سات سوزرہ پوش تین ہزار اونٹ اور دوسو گھوڑے تھے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو مشرکین مکہ کے ان ناپاک ارادوں کی خبر آپ ﷺ کے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے دی جو اسلام قبول کر چکے تھے اور مکہ مکرمہ میں موجود تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب مشرکین مکہ کے ارادوں کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت انس اور مونس رضی اللہ عنہما کو مشرکین مکہ کے لشکر کی خبر لینے کے لئے بھیجا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کو مشرکین مکہ کے جنگی اسباب سے آگاہی ہوئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کے بعد یہ حکمت عملی طے کی کہ کفار کے لشکر سے مقابلہ مدینہ منورہ

سے باہر نکل کر کیا جائے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ قریباً ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور احد پہاڑ پر پہنچے۔ اس دوران عبداللہ بن ابی سلول منافق نے اپنے تین سونہ تھیوں کے ہمراہ آپ ﷺ کو دھوکہ دیا اور میدان جنگ سے لوٹ گیا جس کے بعد لشکر اسلام کی تعداد سات سو رہ گئی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کے تین پرچم تیار کئے جن میں سے ایک پرچم حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو عطا کیا دوسرا پرچم آپ ﷺ نے حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو عطا کیا جبکہ تیسرا جھنڈا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو عطا کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو تیر اندازوں کا سالار مقرر کیا گیا جسے حضور نبی کریم ﷺ نے احد پہاڑ کی عقبی گھاٹی پر تعینات کیا۔

جب لشکر اسلام اور کفار آمنے سامنے ہوئے تو ابوسعید بن ابی طلحہ کفار کے لشکر سے باہر نکلا اور اس نے آکر لشکر اسلام کو لکارا کہ کون ہے جو اس کا مقابلہ کرے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس پر ایک وار کیا جس سے وہ نیچے گر پڑا اور اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب یہ کیفیت دیکھی تو اس کو چھوڑ کر واپس آگئے۔ اس کے بعد گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی اور لشکر اسلام نے کفار کو ایک مرتبہ پھر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ نے تیر اندازوں کی جس جماعت کو احد پہاڑ کی گھاٹی پر تعینات کیا تھا وہ اپنی جگہ چھوڑ کر مالی غنیمت اکٹھا کرنے والوں میں شامل ہو گئے اور خالد بن ولید کی سربراہی میں کفار کے ایک لشکر نے اس گھاٹی سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا جس سے بہت سے مسلمان شہید ہو گئے۔ اس دوران کفار نے حضور نبی کریم ﷺ پر بھی حملہ کر دیا جس سے آپ ﷺ کی حفاظت پر مامور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ شہید اور کچھ زخمی ہو گئے جبکہ آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہو گئے اور آپ ﷺ کو کئی زخم آئے۔ اس دوران یہ افواہ پھیل گئی کہ حضور نبی کریم ﷺ شہید ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی شہادت کی خبر سن کر لشکر اسلام کے جو صلے پست ہو گئے لیکن اس دوران اطلاع ملی کہ حضور نبی کریم ﷺ زخمی ہیں چنانچہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنے حصار میں لیا اور احد پہاڑ کی ایک گھاٹی میں چلے گئے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنی ڈھال میں پانی لاتے رہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے زخم صاف کرتے رہے۔ اس کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کفار کا راستہ روکا کہ وہ اس گھاٹی کے نزدیک نہ پہنچ سکیں۔ ابوسفیان اس گھاٹی کے نزدیک آیا اور اس نے با آواز بلند حضور نبی کریم ﷺ کو پکارا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جواب دینے سے منع فرما دیا۔ اس کے بعد ابوسفیان نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پکارا لیکن انہوں نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔ ابوسفیان نے پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پکارا تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی خاموش رہے۔ ابوسفیان نے گھمنڈ میں آ کر نعرہ لگایا کہ سارے مر گئے اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب اس کی یہ ہرزہ رسائی سنی تو آپ رضی اللہ عنہ نے با آواز بلند پکارا: اے دشمن خدا! ہم زندہ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا: ہبل بلند ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نعرہ لگایا: اللہ سب سے بڑا اور بلند مرتبے والا ہے۔ ابوسفیان نے اس کے جواب میں کہا: آج ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا۔ اس کے بعد وہ اپنے لشکر کے ہمراہ میدان جنگ سے واپس چلا گیا۔

غزوہ احد میں مسلمانوں کو بہت جانی و مالی نقصان ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے بے شمار جاثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ بے حد غموم ہوئے۔ اس معرکہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہر و عزیز چچا حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں ”سید الشہداء“ کا لقب دیا۔



دو جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت پر آنسو بہانا

مشرکین مکہ نے ایک سازش کے تحت سات افراد کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا جنہوں نے آکر کہا کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں اور ہمارے قبیلہ کی بھی ایک جماعت مسلمان ہو چکی ہے ہم آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں کہ ہمارے پاس اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھیجے جو ہمیں دین سکھائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا انتخاب کیا اور ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔

منافقین کا یہ گروہ جب ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر روانہ ہوا تو ان میں سے ایک علیحدہ ہو کر سفیان بن خالد کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ ہم دھوکہ سے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے آئے ہیں۔ اس بد بخت نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر حملہ کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور لڑائی میں سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے۔ باقی تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت خبیب بن عدی، حضرت عبداللہ بن طارق اور حضرت زید بن الامنہ رضی اللہ عنہم کو کفار نے امن کا وعدہ کر کے لڑائی سے روک دیا اور پھر وعدہ خلافی کرتے ہوئے انہیں قید کر لیا۔ حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ نے ان کا مقابلہ کیا اور شہید ہو گئے۔

مشرکین نے حضرت خبیب بن عدی اور حضرت زید بن الامنہ رضی اللہ عنہم کو حارث بن عامر کے گھر کچھ دن تک قید میں رکھا اور پھر مشرکین مکہ نے انہیں نہایت بے دردی سے شہید کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل میں تشریف فرما تھے آپ ﷺ پر وحی کی علامات ظاہر ہوئیں اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان دو جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت کی اطلاع آپ ﷺ کو دی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ مقام تیغ میں حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی لاش کو سولی پر لٹکایا گیا ہے جو ان کی لاش کو سولی پر سے اتارے گا میں اس کے لئے جنت کا وعدہ کرتا ہوں۔ حضرت زبیر بن العوام اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہم تیز رفتار گھوڑوں پر روانہ ہوئے اور وہاں پہنچے تو چالیس کے قریب مشرکین لاش کے گرد پہرہ دیتے ہوئے سو گئے تھے۔ انہوں نے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی لاش کو سولی سے اتارا اور اسے لے کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔

مشرکین مکہ کو جب علم ہوا تو ستر کے قریب مشرکین نے ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعاقب کیا۔ جب دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ ان کا بچنا ممکن نہیں تو انہوں نے حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی لاش کو زمین پر رکھ دیا۔ زمین شق ہوئی اور وہ لاش نکل گئی۔ جب مشرکین نے ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گھیر لیا تو ان کے پاس لاش نہ دیکھ کر انہیں شرمندہ لوٹا پڑا۔

حضور نبی کریم ﷺ اپنے ان دو جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضرت خبیب بن عدی اور حضرت زید بن الاشہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر اتاروئے کہ کئی روز تک نمازوں میں ان کے لئے دعا کرتے رہے اور آنسو بہاتے رہے۔



معراج کی رات

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے معراج کی رات حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا ہر جاندار ملک الموت کے قبض کرنے سے مرتا ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ملک الموت دنیا کی ہر شے کو ایک لمحہ میں حاضر کر لیتا ہے اور اس کی روح قبض کر لیتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو بڑا سخت کام ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ مرنے کے بعد اس سے بھی سخت کام ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ وہ کیا ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ جب نکیرین قبر میں سوال کرتے ہیں اس وقت وہ تنہا ان سے کلام کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری ملاقات نکیرین سے کرواؤ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ بڑے غضبناک فرشتے ہیں آپ ﷺ انہیں دیکھ کر کانپ جائیں گے۔ آج تک کسی انسان کی جرأت نہیں ہو سکی کہ زندہ رہتے ہوئے انہیں دیکھ سکے۔ ان کا کلام آپ ﷺ کے گمان سے بھی زیادہ سخت ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نکیرین کا ذکر کرتے ہوئے عرض کی کہ ان کی آواز بادلوں کے گرجنے جیسی ہے اور ان کے دانت کشتی سے بھی زیادہ بڑے ہیں۔ ان کی ٹانگیں اتنی مضبوط ہیں کہ روئے زمین کے تمام انسان مل کر بھی انہیں نہیں ہلا سکتے۔ ان کے بال اتنے لمبے ہیں کہ زمین پر گھسٹتے ہیں اور وہ ناخنوں کی مدد سے زمین کھود لیتے ہیں۔ جب وہ قبر میں آتے ہیں تو انسان کو دوبارہ زندہ کیا جاتا ہے اور اللہ عزوجل کے حکم سے وہ مردے کو قبر میں بٹھاتے ہیں اور اتنی رعب دار آواز میں بولتے ہیں کہ مخاطب کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور گوشت جسم سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور مردہ اپنے حواس

کھو بیٹھتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میری ملاقات ملک الموت سے کرو اور میں اس سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کو ملک الموت کے پاس لے گئے تو ملک الموت نے آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا اور امت کے متعلق اچھی باتیں کہیں اور کہا کہ میں نے آپ ﷺ کی امت کو نیک پایا ہے۔ پھر ملک الموت نے آپ ﷺ کو سابقہ امتوں کی اموات کی کیفیات دکھائیں کہ کس طرح ان کی روہیں قبض کی گئیں۔ آپ ﷺ نے ملک الموت سے پوچھا کہ تم بیک وقت اتنے لوگوں کی روح کیسے قبض کرتے ہو جبکہ وہ مختلف مقامات پر موجود ہوتے ہیں؟ ملک الموت نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق میرے دونوں زانوؤں کے درمیان رکھی گئی ہے اور پھر میری نگاہ لوح محفوظ پر ہوتی ہے جس کی موت کا وقت نزدیک آتا ہے میں اس کی روح قبض کر لیتا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ملک الموت کی بات سنی تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔



قیامت کا ذکر کرتے ہوئے آنسو بہانا

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے قیامت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے روز میری امت کے دو شخص اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ ان میں سے ایک کہے گا کہ اے اللہ! مجھے اس سے انصاف چاہئے۔ اللہ عزوجل دوسرے سے فرمائے گا کہ تم اس کا حق ادا کرو۔ وہ شخص عرض کرے گا کہ اے اللہ! میری نیکیوں میں سے کچھ بھی باقی نہیں بچا۔ اللہ عزوجل پہلے شخص سے عرض کرے گا کہ اب تو کیا چاہتا ہے؟ وہ کہے گا کہ میرے گناہوں کا بوجھ اس پر لا دیجئے۔ یہ فرما کر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ دن بڑا ہی سخت ہوگا اور لوگ اپنے گناہوں کا بوجھ دوسروں پر لانے کے لئے تیار ہوں گے۔ اللہ عزوجل پہلے شخص سے فرمائے گا کہ نظر اٹھا کر جنت کو دیکھ۔ وہ جنت کے محلات دیکھے گا جو سونے چاندی کے ہوں گے اور ان میں موتی جڑے ہوں گے۔ وہ اللہ عزوجل سے ان محلات کی قیمت دریافت کرے گا تو اللہ عزوجل فرمائے گا کہ ان کی قیمت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کو معاف کر دے۔ وہ اپنے بھائی کو معاف کر دے گا تو اللہ عزوجل فرمائے گا کہ اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ اور جنت میں داخل ہو جا۔ پس تم اللہ سے ڈرا کرو اور ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا کرو۔



قوم کی قحط سالی کا سن کر آنسو بہانا

حضور نبی کریم ﷺ جب ہجرت کے بعد مدینہ منورہ آئے تو مکہ مکرمہ میں سخت قحط سالی کی صورتحال پیدا ہو گئی اور نوبت یہاں تک آن پہنچی کہ قریش مردار کھانے لگے۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) جو کہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ ﷺ کی قوم قحط سالی کا شکار ہے آپ ﷺ ان کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب اپنی قوم کی قحط سالی کا سنا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے۔ اللہ عز و جل نے آپ ﷺ کی دعا کو ان کے حق میں قبول کیا اور انہیں قحط سالی سے نجات حاصل ہو گئی۔



دعا کرتے ہوئے گریہ وزاری

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اکثر و بیشتر دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے دورانِ خطبہ ارشاد فرمایا کہ جنت اور جہنم کو کبھی نہ بھولو۔ پھر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے یہاں تک کہ داڑھی مبارک تر ہو گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ آخرت کے بارے میں میں جانتا ہوں اگر تمہیں اس کا علم ہوتا تو تم مٹی پر چلتے اور اپنے سروں کو خاک آلود کر لیتے۔



دوزخ کے دکنے کا ذکر

طبرانی کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اس وقت حاضر ہوئے جب وہ حاضر نہ ہوا کرتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی جانب نظر کی اور دریافت کیا کہ اے جبرائیل (علیہ السلام)! کیا بات ہے کہ میں تمہارا رنگ بدلتا دیکھتا ہوں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ عزوجل نے دوزخ کو دہکانے کا حکم دیا ہے یعنی حکم دیا ہے کہ آگ کو بھڑکایا جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا کہ مجھے دوزخ کے متعلق بتاؤ؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ عزوجل کے حکم سے دوزخ ایک ہزار سال تک جلی یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی اور پھر اس کے بعد مزید ایک ہزار سال تک جلی یہاں تک کہ وہ سیاہ ہوگئی اور اب اس میں کوئی چنگاری روشن نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے شعلے کم ہوتے ہیں۔ قسم ہے اس ذات بابرکت کی جس نے آپ ﷺ کو رسول حق بنا کر مبعوث فرمایا اگر دوزخ سوئی کے ناکے جتنی بھی کھل جائے تو زمین کی تمام مخلوق جل کر راکھ ہو جائے۔ مجھے قسم ہے اس ذات بابرکت کی جس نے آپ ﷺ کو رسول حق بنا کر مبعوث فرمایا دوزخ کے داروغوں میں سے اگر ایک داروغہ بھی اہل دنیا کے سامنے آجائے تو اس کی ہیبت اور اس کی بدبو کی وجہ سے تمام مخلوق مرجائے اور مجھے قسم ہے اس ذات بابرکت کی جس نے آپ ﷺ کو رسول حق بنا کر مبعوث فرمایا دوزخ کی زنجیروں میں سے ایک زنجیر جس کا ذکر اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے اگر دنیا کے تمام پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو تمام پہاڑ بہنے لگیں اور زمین کے آخری کنارے پر چڑھ کر رکھیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام کی بات سنی تو فرمایا کہ اے جبرائیل (علیہ السلام)! بس اتنا ہی کافی ہے کہ کہیں میرا دل پھٹ جائے اور میں اسی وقت وصال فرما جاؤں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی جانب دیکھا تو وہ رو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ تم کیوں روتے ہو تمہارا اللہ عزوجل کے نزدیک بلند مرتبہ ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! رونے کا حق مجھے زیادہ ہے کہ کہیں کل کو میں بھی کسی اور حال میں ہوں اور جس طرح ابلیس پر آفت نازل ہوئی اس طرح مجھ پر بھی ہو جائے اور جس طرح ہاروت و ماروت کے ساتھ ہوا میرے ساتھ بھی کہیں ایسا نہ ہو جائے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام کی بات سنی تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے اور آپ ﷺ کو دیکھ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی مزید گریہ و زاری کرنے لگے۔ اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کی جانب ندا فرمائی کہ میں نے تم دونوں کو اپنی رحمت سے محفوظ کیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس بشارت کے بعد واپس لوٹ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ مسجد سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے چند انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مسکراتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم مسکراتے ہو جبکہ دوزخ تمہارے اوپر ہے۔ اگر تم وہ کچھ جانتے جس کا علم مجھے ہے تو تم کم ہنستے اور روتے زیادہ اور تم کو کھانے پینے سے نفرت ہو جاتی اور تم اللہ عزوجل کی پناہ کی تلاش میں ویرانوں میں ڈیرہ لگا لیتے۔



دنیا پر جور و سکتا ہے وہ رولے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)! کیا میں تجھے وہ نہ دکھاؤں جو کچھ دنیا اور اس کے اندر ہے؟ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ جی ہاں۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مدینہ منورہ کی ایک وادی میں لے گئے جہاں کوڑے کا ڈھیر لگا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے اس کوڑے کے ڈھیر میں موجود کھوپڑیاں، بوسیدہ ہڈیاں اور چیتھڑے دکھائے اور فرمایا کہ اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)! یہ جو کھوپڑیاں تم دیکھتے ہو یہ حرص مکر تھیں اور امیدیں لگایا کرتی تھیں اور آج یہ ہڈیاں ہیں جن کے اوپر کھال نہیں پھر یہ راکھ ہو جائیں گی۔ یہ جو تم کوڑا کرکٹ دیکھتے ہو یہ وہ کھانا ہے جو یہ کھاتے تھے اور انہوں نے جہاں سے کمائی کرنی تھی کی پھر ان کے پیٹوں نے اسے باہر اگل دیا۔ آج ان کو دیکھتے ہوئے تمہیں گھن آتی ہے۔ یہ جو تم پرانے چیتھڑے دیکھتے ہو یہ ان کے لباس تھے اور آج انہیں ہوائیں بکھیرتی پھرتی ہیں۔ یہ وہی ہڈیاں ہیں جن کے ذریعے یہ شہر شہر گھوما کرتے تھے۔ اب دنیا پر جور و سکتا ہے وہ رولے۔ پھر یہ فرما کر آپ ﷺ رونا شروع ہو گئے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر بھی سخت رقت طاری ہو گئی۔



حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی نکلی ہوئی آنکھ دیکھ کر آنسو آ گئے

طبرانی کی روایت ہے کہ غزوہ احد میں جب حضور نبی کریم ﷺ پر تیروں کی بارش کی گئی تو جن جاٹاروں نے آپ ﷺ کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا ان میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ مشرکین کا ایک تیر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ پر لگا جس سے آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل آیا اور رخسار پر لٹک گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ اسی حالت میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی کیفیت دیکھی تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھ کو پکڑا اور اپنا لعاب دہن لگا کر اسے واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا اور اللہ عز و جل کی بارگاہ میں دعا کی کہ الہی! تو اس کی آنکھ کو ٹھیک کر دے اور اسے تیز کر دے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی وہ آنکھ درست ہو گئی اور انہیں پہلے سے بھی زیادہ تیز اس آنکھ سے نظر آنا شروع ہو گیا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری وہ آنکھ بڑھاپے میں بھی دوسری آنکھ سے زیادہ قوی ہے اور کبھی اس میں درد نہیں ہوا۔



حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھ کر آنسو آ گئے

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا شمار حضور نبی کریم ﷺ کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک بہترین نقیب اور اچھے تیر انداز تھے اور اپنی سخاوت کی وجہ سے مشہور تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ دین اسلام کے شیدائی اور حضور نبی کریم ﷺ پر اپنی جان نچھاور کرنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے شانہ بشانہ تمام غزوات میں شمولیت اختیار کی اور حضور نبی کریم ﷺ نے کئی مواقع پر لشکر کا علم آپ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ ایک محفل میں تشریف فرما تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ شدید بیمار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اسی وقت ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اس وقت بیماری کے باعث بے ہوش پڑے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی یہ حالت دیکھی تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی۔



حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے وصال پر کیفیت

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قبیلہ اوس کے سردار اور جانثارانِ حضور نبی کریم ﷺ میں سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عمرو ہے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پر اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے شانہ بشانہ قریباً تمام غزوات میں شمولیت اختیار کی اور بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے دادِ شجاعت وصول کی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت نزدیک آیا تو حضور نبی کریم ﷺ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف فرما تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال حضور نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک کی جانب دیکھا اور کلمہ شہادت پڑھا اور اپنی جان مالکِ حقیقی کے سپرد کر دی۔

حضور نبی کریم ﷺ کو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت تھی آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور فرمایا کہ سعد (رضی اللہ عنہ) کی نماز میں ستر ہزار فرشتوں نے شرکت کی اور ہجوم کی کثرت کی وجہ سے پورے فرشتے زمین پر نہیں سما سکتے تھے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ دراز قد اور فربہ جسم کے مالک تھے آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھا تو منافقین نے کہا کہ ان کا جنازہ اتنا ہلکا ہے کہ ہم نے کبھی ایسا جنازہ نہیں دیکھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان کے جنازے کو فرشتوں نے کندھا دے رکھا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد حضور نبی کریم ﷺ آپ رضی اللہ عنہ کی قبر کے سرہانے بیٹھ گئے اور اس وقت بھی آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی دیکھنا چاہے کہ قبر کی تنگی سے نجات کسے ہوئی تو وہ سعد (رضی اللہ عنہ) ہے۔

حضرت مسلمہ بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے خیمہ میں قدم قریباً پھلانگتے ہوئے داخل ہوئے حالانکہ اس وقت اس خیمے میں کوئی نہ تھا۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو یوں پھلانگتے دیکھا حالانکہ وہاں کوئی نہ تھا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت فرشتوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ وہاں قدم رکھنے کی جگہ نہ تھی اور میں فرشتوں کے بازوؤں کو بچا بچا کر قدم رکھ رہا تھا۔



حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کیفیت

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی اور حضور نبی کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس اولین جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جنہوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی اور آپ رضی اللہ عنہ نے شاہِ نجاشی کے دربار میں مہاجرین کے حق میں ایک ایمان افروز تقریر بھی کی جو تاریخ کا حصہ ہے۔

جنگِ موتہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق لشکرِ اسلام کی قیادت آپ رضی اللہ عنہ نے سنبھال لی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لشکرِ اسلام کی قیادت نازک موڑ پر سنبھالی اور نہایت بہادری و جرأت کا مظاہرہ کیا۔ مشرکین نے آپ رضی اللہ عنہ کی بہادری کو دیکھتے ہوئے ایک منصوبے کے تحت آپ رضی اللہ عنہ کے گرد گھیرا تنگ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے علمِ بائیں ہاتھ میں لے لیا تو مشرکین نے آپ رضی اللہ عنہ کا بائیں ہاتھ بھی کاٹ دیا۔ پھر ایک بد بخت نے آپ رضی اللہ عنہ کی کمر پر تلوار کا وار کر کے دو ٹکڑے کر دی اور آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جعفر (رضی اللہ عنہ)! جنت میں داخل ہو گیا اور اللہ عز و جل نے اس کے بدلے میں انہیں سرخ یا قوت کے دو بال عنایت فرمائے ہیں جن سے وہ جنت میں اڑتے ہیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس سے مروی ہے کہ جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو حضور نبی کریم ﷺ اس وقت میرے گھر تشریف لائے اور پوچھا کہ جعفر

(رضی اللہ عنہ) کے بچے کدھر ہیں؟ میں بچوں کو حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لائی اور آپ ﷺ نے انہیں بوسہ دیا، ان کے بالوں کو سونگھا اور انہیں گود میں اٹھا لیا۔ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ نے جعفر (رضی اللہ عنہ) کے متعلق کوئی خبر سنی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! اسے شہید کر دیا گیا۔ میں نے سنا تو رونا شروع کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے اسماء (رضی اللہ عنہا)! روؤ مت اور سینے پر ہاتھ نہ مارو۔



حسین کریمین رضی اللہ عنہم کو آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا

ایک دفعہ حسین کریمین رضی اللہ عنہم تختی لکھ کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کرنے لگے: نانا جان! دونوں میں سے کس کا خط اچھا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ ان میں سے کسی ایک کی دل شکنی نہیں کرنا چاہتے تھے کہ اسے رنج نہ پہنچے خود فیصلہ نہ فرمایا اور ان کو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا کہ وہ فیصلہ کریں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی خود فیصلہ نہ کیا اور ان کو حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے خط کی زیادہ پہچان نہیں ہے اس لیے میں یہ سات موتی زمین پر ڈالتی ہوں۔ تم میں سے جو زیادہ موتی چن لگے گا اسی کی تختی اچھی ہوگی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے موتی ہوا میں اچھال دیئے اور جب زمین پر گرے تو جنت کے شہزادوں نے ان کو چننا شروع کیا۔ دونوں نے تین تین موتی چن لیے۔ اب دونوں میں سے کوئی ایک ساتواں موتی اٹھا سکتا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور ساتواں موتی اٹھالیا اور اللہ عزوجل کے حکم سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اور دونوں شہزادوں نے آدھا آدھا اٹھالیا۔ دونوں شہزادوں میں سے کسی کو شکست کا منہ نہ دیکھنا پڑا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو خبر ہوئی تو آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا آج اللہ تبارک و تعالیٰ کو ان کی اتنی رنجیدگی بھی منظور نہیں اور ایک وقت آئے گا دونوں کو آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا۔



حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی

شہادت کی خبر دینا

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ مسند امام احمد میں ابو عبد اللہ کی ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ ابو عبد اللہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا آفتابہ بردار تھا۔ صفین کے موقع پر وہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔ جب قافلہ مقام غنیویٰ پر پہنچا تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ! فرات کے کنارے رک جاؤ۔ ابو عبد اللہ نے دریافت کیا کہ امیر المومنین! کیا بات ہوئی؟

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کیوں روتے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابھی میرے پاس سے جبرائیل (علیہ السلام) اٹھ کر گئے انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے حسین (رضی اللہ عنہ) کو شط الفرات میں قتل کیا جائے گا۔ پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس جگہ کی مٹی اٹھا کر سونگھائی اور مجھے اپنے پاس رکھنے کی ہدایت کی۔

حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا بنت حارث، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو اس وقت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی گود میں تھے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

حضرت سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ کیوں رو رہے ہیں؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل (علیہ السلام) میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے میرے اس بیٹے کی شہادت کی خبر دی ہے۔



جاہلیت کے گناہوں کے متعلق سن کر

آنکھوں میں آنسو آنا

سنن دارمی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک صحابی نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر زمانہ جاہلیت کے متعلق گفتگو شروع کی اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کی آمد سے قبل جاہلیت کا دور تھا، ہم بتوں کی پوجا کرتے تھے اگر ہمارے ہاں بیٹی پیدا ہو جاتی تو اسے معیوب تصور کیا جاتا اور ہم غیرت کی وجہ سے اپنی بیٹی کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے۔ یا رسول اللہ ﷺ جب میری بیٹی چلنے پھرنے لگی اور باتیں کرنے لگی تو میرے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا اور میں نے اسے آواز دی۔ وہ بھاگتی ہوئی میرے پاس آئی اور میں اسے اپنے ساتھ آبادی سے باہر لے گیا اور وہ اپنے انجام سے بے خبر تھی۔ آبادی سے باہر ایک کنواں تھا میں نے اپنی اس بیٹی کا ہاتھ پکڑ کر اسے کنوئیں میں پھینک دیا اور وہ مجھے پکارتی رہی مگر میرے دل میں اس کے لئے رحم کا کوئی جذبہ پیدا نہ ہوا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب ان صحابی کی بات سنی تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ عز و جل کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہارے زمانہ جاہلیت کے گناہ معاف کر دیے۔



حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت آمد

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا شمار حضور نبی کریم ﷺ کے جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ بنی غفار سے تھا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے متعلق سنا تو آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ سے بے پناہ محبت تھی اور حضور نبی کریم ﷺ بھی آپ رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتے تھے۔

غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی لشکر اسلام کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا اونٹ سست رفتاری کی وجہ سے پیچھے رہ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تمام ضروری سامان کندھوں پر لاد دیا اور پیدل ہی لشکر اسلام کے پیچھے روانہ ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت تک لشکر اسلام کے ہمراہ مقام تبوک میں پڑاؤ ڈال چکے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو آتے دیکھا تو فرمایا کہ اللہ ابوذر (رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے یہ تنہا ہوگا تنہا فوت ہوگا اور تنہا ہی اٹھایا جائے گا۔ چنانچہ جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی دوست یا عزیز موجود نہ تھا ماسوائے ایک بیوی اور ایک غلام کے اور آپ رضی اللہ عنہ نے تنہا وصال فرمایا۔

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کا وقت جب نزدیک آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت دیکھ کر بے چین ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو روتے دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔



حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ

کی شہادت پر کیفیت

حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت دکھائی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کے متعلق جب گھر والوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو رسیوں میں جکڑ کر قید کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ایک عرصہ تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد قید خانے سے فرار ہوئے اور حبشہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ بعد ازاں جب حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی تو آپ رضی اللہ عنہ بھی حبشہ سے مدینہ منورہ آ گئے۔

حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا شمار اپنے قبیلہ کے امراء میں ہوتا تھا اور قبول اسلام سے قبل آپ رضی اللہ عنہ نہایت عمدہ لباس زیب تن کیا کرتے تھے پھر جب اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے جسم پر پھٹا پرانا لباس آ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو جب ایک مرتبہ پھٹے پرانے لباس میں دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ شعب ابی طالب میں بھی قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بیعت عقبہ کے موقع پر مدینہ منورہ سے آئے ہوئے وفد کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ بھیجا تا کہ آپ رضی اللہ عنہ انہیں دین اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کریں۔

حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ غزوہ بدر اور

غزوہ احد میں شمولیت اختیار کی۔ غزوہ بدر کے موقع پر لشکر اسلام کا جھنڈا آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ ﷺ کو غزوہ احد کے موقع پر شہید کیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب چادر سے آپ ﷺ کو ڈھانپنا چاہا تو چادر چھوٹی ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کا سر ننگا ہو گیا اور جب سر کو ڈھانپنا تو پاؤں ننگے ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کا سر ڈھانپ دو اور ان کے پاؤں پر گھاس ڈال دو۔ اس وقت آپ ﷺ کی آنکھوں میں اپنے اس جانثار صحابی رضی اللہ عنہ کی جدائی کے آنسو تھے۔



حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ

کی شہادت پر کیفیت

حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کا شمار حضور نبی کریم ﷺ پر اولین ایمان لانے والوں میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے غلام اور حضور نبی کریم ﷺ کے منہ بولے بیٹے ہیں۔

حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کی عمر قریباً آٹھ برس تھی جب ان کو اغوا کر لیا گیا اور پھر فروخت کر دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پھوپھی نے ان کے لئے چار سو درہم میں خریدا۔ جب ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے ہوا تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کو بیہ کر دیا۔

حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کے والد کو جب آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق اطلاع ہوئی تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس فدیہ لے کر آئے تاکہ اپنے بیٹے کو غلامی سے آزاد کروائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم زید (رضی اللہ عنہ) سے پوچھ لو۔ حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رہنے کو ترجیح دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی اس وفا پر آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا بیٹا بنا لیا اور لوگ بھی آپ رضی اللہ عنہ کو ابن محمد (رضی اللہ عنہ) کہہ کر پکارتے گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ جب طائف کے سفر میں روانہ ہوئے تو حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ بھی اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور جب اہل طائف نے حضور نبی کریم ﷺ

ﷺ کو پتھروں سے لہولہاں کیا تو آپ ﷺ بھی حضور نبی کریم ﷺ کو بچاتے ہوئے شدید زخمی ہو گئے تھے۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف فرما تھے کہ انہیں اطلاع ملی کہ حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں۔ آپ ﷺ بے تاب ہو کر اٹھے اور آپ ﷺ نے لباس کا بھی کچھ اہتمام نہ کیا یہاں تک کہ چادر مبارک بھی زمین پر گھسٹ رہی تھی۔ آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ سے معافقہ کیا اور انہیں بوسہ دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں تین ہزار مجاہدین کے لشکر کو روانہ کیا اور موتہ کے مقام پر لشکر اسلام کا مقابلہ دشمنوں کی ایک لاکھ کے لشکر سے ہوا۔ حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ نے اس معرکہ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کی نگاہوں سے تمام حجابات دور کر دیئے اور آپ ﷺ نے جب اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کو شہید ہوتے دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔



ماہ شعبان کی فضیلت

ماہ شعبان کو شعبان اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں خیر و برکت کی کثرت ہوتی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کا اس ماہ مقدس کی فضیلت میں فرمان ہے کہ اس مہینہ کے دوران تم خود کو پاک کر لو اور اپنی نیتوں کو درست کر لو۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کبھی اتنے روزے رکھتے کہ ہم سمجھتے کہ شاید اب افطار نہ کریں گے اور کبھی اتنا افطار کرتے کہ ہم سمجھتے کہ شاید اب روزے نہیں رکھیں گے ہاں مگر شعبان المعظم میں آپ ﷺ کثرت سے روزہ رکھا کرتے تھے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے تیرہویں شعبان المعظم کو اللہ عز و جل کی بارگاہ میں امت کی شفاعت کی دعا کی تو اللہ عز و جل نے ایک تہائی کو شفاعت نصیب فرمائی۔ آپ ﷺ نے چودھویں شعبان المعظم کو اللہ عز و جل کی بارگاہ میں امت کی شفاعت کی دعا کی تو اللہ عز و جل نے دو تہائی کو شفاعت نصیب فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے پندرہویں شعبان المعظم کو امت کی شفاعت کی دعا کی تو اللہ عز و جل نے سب کو شفاعت عطا فرمائی ماسوائے ان کے جو نافرمان تھے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شعبان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جو درمیان میں ہے یعنی رجب المرجب اور رمضان المبارک کے درمیان اور یہ وہ مہینہ جس میں لوگوں کے اعمال کو اللہ عز و جل کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے کسی

ضروری کام سے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا۔ میں ان کے گھر پہنچا تو عرض کی کہ میں عجلت میں ہوں کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت نصف شعبان المعظم کی فضیلت بیان کر رہے ہیں۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے انس (رضی اللہ عنہ)! بیٹھ جاؤ اور میں تمہیں نصف شعبان المعظم کے متعلق بتاتی ہوں۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نصف شعبان المعظم کو میری باری تھی اور حضور نبی کریم ﷺ اس وقت میرے لحاف میں تھے۔ آدھی رات کو میری آنکھ کھلی تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو بستر پر نہ پایا۔ میں سمجھی کہ شاید آپ ﷺ اپنی قبطنی لوٹدی کے پاس چلے گئے ہوں گے۔ میں گھر سے نکلی اور مسجد میں چلی گئی مسجد میں میرا پاؤں آپ ﷺ سے ٹکرایا اور آپ ﷺ اس وقت روتے ہوئے یہ دعا مانگ رہے تھے:

”اے اللہ! میرے جسم اور میرے خیال نے تجھے سجدہ کیا اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا اور میرے ہاتھوں نے کبھی میرے بدن کو گناہوں سے آلودہ نہیں کیا۔ اے عظیم! ہر بڑے امر میں اسی پر امید باندھی جاتی ہے میرے عظیم گناہ کو معاف فرما دے۔ میرے چہرے نے اس لئے سجدہ کیا کہ تو نے اس خلق کیا اور اس کی صورت بنائی اور اس کے کان اور آنکھیں بنائیں۔“

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے سجدے سے سر اٹھایا اور یوں دعا کی:

”اے اللہ! مجھے ایسا قلب عطا فرما جو متقی ہو اور شرک سے بچا ہوا ہو، نیک ہو، کافر نہ ہو اور نہ ہی بد بخت ہو۔“

پھر آپ ﷺ دوبارہ سجدے میں چلے گئے اور یوں دعا کی:

”اے اللہ! میں تیرے غضب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور تیری پکڑ سے تیری معافی طلب کرتا ہوں۔ میں تیری حمد و ثناء بیان نہیں کر سکتا تو نے اپنی حمد خود بیان کی ہے اور میں وہی کچھ کہتا ہوں جو کچھ میرے

بھائی داؤد (علیہ السلام) نے کہا کہ میں اپنے آقا کی خاطر مٹی میں اپنا چہرہ
لتھراتا ہوں کہ یہ حق ہے میرے چہرے کا کہ وہ اپنے مالک کے حضور
خاک آلود ہو۔“

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے سجدے سے ہر اٹھایا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول
اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ کس کام میں مگن ہیں؟ آپ
ﷺ نے فرمایا: اے حمیرا (رضی اللہ عنہ)! کیا تو جانتی تھیں کہ آج نصف شعبان المعظم ہے اور اس
رات اللہ عزوجل بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی مقدار برابر اہل دوزخ کو دوزخ سے آزاد
کرتا ہے ماسوائے ان چھ لوگوں۔ اول عادی شراب نوش، دوم عادی زانی، سوم والدین کا
نافرمان، چہارم فتنہ و فساد برپا کرنے والا، پنجم چغل خور اور ششم قطع رحمی کا مرتکب۔



رضاعی بہن شیمابنت حارث

حضور نبی کریم ﷺ کی رضاعی والدہ حضرت سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ہیں اور آپ ﷺ کے رضاعی باپ حضرت حارث رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابن اسحق نے حضرت حارث رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد حضرت حارث رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو قریش نے حضرت حارث رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہارا بیٹا کیا کہتا ہے؟ انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا کہتے ہیں؟ قریش کہنے لگے کہ وہ کہتا ہے کہ موت کے بعد ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ اللہ عزوجل نے جنت اور دوزخ بنائی ہے جنت نیکوں کے لئے ہے اور دوزخ گناہ گاروں کے لئے ہے۔ حضرت حارث رضی اللہ عنہ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور کہا کہ بیٹے! تمہاری قوم تم سے ناراض ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ مجھ سے اس لئے ناراض ہیں کہ میں حق بات کہتا ہوں اور میں نے انہیں جس کی نصیحت کی وہ حق ہے۔ حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو فوراً کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ایمان کے متعلق حافظ ابو محمد المنذری رحمہ اللہ نے سنن ابوداؤد میں لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا مسلمان تھیں اور حضور نبی کریم ﷺ سے بے شمار احادیث بھی روایت کیں۔

فتح مکہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے پندرہ یوم تک مکہ مکرمہ میں قیام کیا۔ اس دوران آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ بنو ثقیف اور بنو ہوازن نے لشکر اسلام سے مقابلے کے لئے ایک بڑا لشکر تیار کیا ہے اور وہ کسی بھی وقت حملہ کر سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے تمام صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کو طلب کیا اور یوں بارہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک لشکر حنین کے مقام پر پہنچا۔ اس لشکر میں دو ہزار نو مسلم بھی شامل تھے۔ لشکر اسلام کے اس جاہ و جلال کو دیکھ کر چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے نکلا کہ آج بھلا ہم پر کون غالب آ سکتا ہے۔ اللہ عز و جل کو یہ غرور پسند نہ آیا اور ہوازن و ثقیف قبائل کے تیر اندازوں نے تیروں کی بارش کر دی جس سے دو ہزار نو مسلم میدان جنگ سے بھاگ گئے۔ چنانچہ اس بھکڑ کو دیکھ کر دیگر مہاجرین کے بھی پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بھی میدان جنگ سے فرار ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب دیکھا تو تیروں کی بارش ہو رہی تھی اور سوائے چند جاٹاروں کے کوئی بھی میدان جنگ میں موجود نہ تھا۔

اللہ عز و جل نے سورہ توبہ میں اس واقعہ کے متعلق یوں بیان فرمایا:
 ”اور یاد کرو جب تم اپنی کثرت پر اتراتے تو تمہاری یہ کثرت تمہارے
 کچھ کام نہ آئی اور زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی
 اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔“

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے بھاگتے ہوئے لشکر کو پکارا تو تمام لشکر پلٹ پڑا اور دشمن پر تازہ حملے شروع کر دیئے جس سے ہوازن اور ثقیف قبائل میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے اور انہیں بھاری مالی و جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ اس غزوہ میں مالی غنیمت کثیر تعداد میں مسلمانوں کے ہاتھ آیا اور بے شمار قیدی بنائے گئے۔ ان قیدیوں میں ایک عورت شیمابنت حارث بھی تھیں۔ شیمابنت حارث کو جب گرفتار کیا گیا تو انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی رضاعی بہن ہوں

شیمابنت حارث کی بات کا کسی نے یقین نہ کیا اور اسے اونٹ پر بٹھا کر تصدیق کے لئے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے شیمابنت حارث کو دیکھا تو پہچان گئے اور شیمابنت حارث نے جب آپ ﷺ کو بچپن کے واقعات یاد دلانے تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے شیمابنت حارث سے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حارث رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ ان دونوں کا وصال ہو چکا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے شیماسے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو یہاں رک سکتی ہو اور اگر تم جانا چاہو تو تمہیں عزت کے ساتھ رخصت کیا جائے گا۔ شیمانے واپس جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے بے شمار مال دے کر رخصت کیا۔



اللہ کا عذاب سرکشوں کے لئے ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ایک غزوہ سے واپس لوٹ رہے تھے کہ ہماری ملاقات راستہ میں ایک قبیلہ سے ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ وہ کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہیں۔

اس قبیلہ کے نزدیک ایک عورت آگ جلا رہی تھی اور نزدیک ہی اس کا ایک چھوٹا سا بچہ بیٹھا ہوا تھا۔ جب آگ خوب روشن ہو گئی تو وہ عورت بھی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ آپ ﷺ اللہ عزوجل کے رسول ہیں؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس عورت نے نہایت عقیدت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں کیا ایک ماں اپنے بچے پر اس قدر مہربان نہیں جس قدر اللہ عزوجل اپنے بندوں پر مہربان ہے؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو ٹھیک کہتی ہے۔ اس عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈالتی پھر اللہ عزوجل اپنے بندوں کو کس طرح آگ میں ڈالے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب اس عورت کی بات سنی تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ ﷺ پر رقت طاری ہو گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا عذاب سرکشوں کے لئے ہے۔



مشکل مقام کی تیاری

ابن ماجہ میں حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ہم ایک جنازے میں شامل ہوئے اور پھر حضور نبی کریم ﷺ جنازے کے ہمراہ قبرستان بھی گئے۔ جب میت کو قبر میں اتار دیا گیا تو آپ ﷺ قبر کے سرہانے بیٹھ کر اتنا روئے کہ قبر کی مٹی تر ہو گئی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اسی رقت کے عالم میں ہم سے فرمایا کہ تم بھی اس مشکل مقام کی تیاری کر لو۔



اصحابِ صفہ کے ہمراہ رونا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سورہ النجم کی یہ آیات نازل ہوئیں۔

اقِمْنِ هَذَا الْحَدِيثَ تَعْبِيُونَ • وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ •

”تو کیا تم اس کلام میں تعجب کرتے ہو اور تھیک کرتے ہو اور روتے

نہیں۔“

تو اصحابِ صفہ اتار روئے کہ ان کے آنسو ان کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔

جب حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے رونے کی آواز سنی تو آپ ﷺ بھی خوب روئے اور

ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ روئے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص کبھی دوزخ

میں نہیں ڈالا جائے گا جو اللہ عزوجل کے خوف سے رویا اور جنت میں وہ شخص ہرگز داخل نہ

ہوگا جو اپنے گناہ پر مضربا۔



اللہ عزوجل کے خوف سے رونے والی آنکھ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سورہ البقرہ کی آیت ذیل تلاوت فرمائی:

وَقُودَهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

”جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم ایک ہزار سال تک دہکائی گئی اور وہ سرخ ہو گئی اور پھر ایک ہزار سال تک دہکائی گئی اور وہ سفید ہو گئی اور پھر مزید ایک سال تک دہکائی گئی تو وہ سیاہ ہو گئی۔ جہنم تاریک ہے اور اس کی آگ بجھنے والی نہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک سیاہ رنگ کا آدمی آیا اور وہ رونے کی آواز نکال رہا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ یہ رونے والا کون ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ حبشہ کا رہنے والا ہے اور پھر آپ ﷺ نے اس کی بھلائی بیان کی۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم! مجھے اپنے جلال کی قسم! مجھے اپنے عرش کی بلندی کی قسم! بے شک اللہ عزوجل کے خوف سے رونے والی آنکھ ضرور جنت میں جائے گی اور میں ضرور اسے جنت میں زیادہ سے زیادہ ہنسائوں گا۔



زمین تر ہو گئی

ابن کثیر کی روایت ہے کہ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق عجیب و غریب بات بتائیں جو آپ رضی اللہ عنہا کے مشاہدہ میں آئی ہو۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کچھ دیر سکوت اختیار کیا پھر فرمایا کہ جب فضیلت والی راتوں میں سے کوئی رات ہوتی تو آپ ﷺ مجھ سے فرماتے اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! آج میں ساری رات اپنے رب کی عبادت کروں گا اور میں کہتی کہ اللہ کی قسم! میں آپ ﷺ کی قربت کو پسند کرتی ہوں اور جس سے آپ ﷺ خوش ہوں میں اس سے خوش ہوتی ہوں۔ آپ ﷺ اٹھے اور وضو فرمانے کے بعد نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے یہاں تک کہ ریش مبارک تر ہو گئی۔ پھر آپ ﷺ بیٹھے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو متواتر جاری تھے یہاں تک کہ گود مبارک تر ہو گئی۔ پھر آپ ﷺ اتار روئے کہ زمین تر ہو گئی۔ پھر حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے آپ ﷺ کو نماز فجر کے متعلق بتایا۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کو روٹا دیکھا تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ روتے ہیں جبکہ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ اللہ عز و جل نے معاف کر دیئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں اللہ عز و جل کا شکر گزار بندہ بن جاؤں۔



امت کے لئے آنسو بہانا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔ ہم مقام زور پر پہنچے تو آپ ﷺ اپنی سواری سے نیچے تشریف لائے اور اپنے دست مبارک اٹھا کر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کافی دیر تک دعا کرتے رہے۔ پھر آپ ﷺ سجدے میں چلے گئے اور اسی حالت میں دعا کرتے رہے۔ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور پھر آپ ﷺ نے اپنی پیشانی مبارک سجدے سے اٹھائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ میں نے امت کی مغفرت کے لئے دعا کی جس کا ایک حصہ اللہ عزوجل نے قبول کر لیا۔ میں نے شکرانے کے لئے سجدے میں دعا مانگی تو اللہ عزوجل نے وہ بھی قبول فرمائی۔



حضور نبی کریم ﷺ کا اپنے وصال کی خبر دیتے

ہوئے آنسو بہانا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں اپنے وصال کی خبر خود دی۔ جب وصال کے دن نزدیک آئے تو ہم سب ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ہماری جانب دیکھا اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل تمہیں سلامت رکھے اور تمہاری حفاظت فرمائے۔ اللہ عزوجل تمہیں اپنی پناہ میں رکھے اور تمہاری مدد فرمائے۔ اللہ عزوجل تمہیں بلند مراتب عطا فرمائے اور تمہیں ہدایت عطا فرمائے۔ اللہ عزوجل تمہیں کشادہ رزق عطا فرمائے اور تمہیں صحیح سالم رکھے۔ اللہ عزوجل تمہیں قبول فرمائے اور میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ میں تمہیں اللہ عزوجل کے سپرد کرتا ہوں اور اسے تم لوگوں پر خلیفہ مقرر کرتا ہوں جو تمہیں کھلا ڈرانے والا ہو اور تم اللہ عزوجل کے بندوں کے بارے میں اور اللہ عزوجل کے شہروں کے بارے میں اللہ عزوجل پر زیادتی نہ کرنا۔ بے شک اللہ عزوجل نے میرے اور تمہارے لئے فرمایا ہے پھر آپ ﷺ نے سورہ القصص کی آیت ذیل تلاوت فرمائی:

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ
وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ

”یہ دار آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں

بڑا بننا نہیں چاہتے اور نہ فساد برپا کرتے ہیں اور اچھا نتیجہ متقیوں کا ہی ہے۔“

اور پھر سورہ زمر کی آیت ذیل تلاوت فرمائی:

الَّذِينَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ •

”کیا متکبروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں۔“

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اجل نزدیک ہے اور ہر ایک کو اللہ عز و جل کی جانب لوٹنا ہے، سدرۃ المنتہیٰ اور جنت الماویٰ کی جانب اور پورے پیالے کی جانب اور رفیق اعلیٰ کی جانب۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کو غسل کون دے گا جب آپ ﷺ کا وصال ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اہل کا نزدیکی۔ ہم نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کو کفن کون سادیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے میرے انہی کپڑوں سے کفن دینا یا پھر یمنی چادروں سے یا پھر مصر کے سفید کپڑے سے۔ ہم نے عرض کیا کہ آپ ﷺ کی نماز جنازہ کون پڑھائے گا اور یہ پوچھنے کے بعد ہم رونا شروع ہو گئے۔ آپ ﷺ بھی رو پڑے اور فرمایا کہ اللہ عز و جل تمہاری مغفرت فرمائے اور تمہارے نبی کو جزائے خیر عطا فرمائے جب تم میرے غسل سے فارغ ہو چکو تو میری چار پائی میرے گھر میں میری قبر کے نزدیک رکھ دینا اور کچھ دیر کے لئے باہر چلے جانا۔ سب سے پہلے میری نماز جنازہ حضرت جبرائیل علیہ السلام پڑھیں گے۔ پھر حضرت میکائیل علیہ السلام اور پھر اسرافیل علیہ السلام۔ ان کے بعد ملک الموت مع اپنے لشکر کے اور اس کے بعد عام ملائکہ۔ اللہ عز و جل ان سب پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور پھر تم جماعت در جماعت اندر آنا اور مجھ پر درود پاک پڑھنا اور مجھے رونے سے تکلیف نہ دینا۔



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آنسو بہانا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب غزوہ احد میں مشہور ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کر دیا گیا ہے تو آپ ﷺ کی شہادت کی خبر سن کر مدینہ منورہ میں رونے والیوں کی آوازیں گوشہ گوشہ میں سنی جا سکتی تھیں۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی شہادت کی خبر جب غزوہ احد کے موقع پر مشہور ہوئی تو مدینہ منورہ کی تمام عورتیں رو پڑیں اور ان میں سے ایک عورت نے ان سے کہا کہ تم رونے میں جلدی نہ کرو یہاں تک کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھ لوں۔

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی عیادت کے لئے اس وقت تشریف لائی جب آپ ﷺ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ میں نے رونا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا کہ تم کیوں روتی ہو؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ ﷺ کے وصال کا خوف ہے اور ہم نہیں جانتے کہ ہمارا حال کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے بعد کمزور سمجھے جاؤ گے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پانی کا گلاس طلب فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک برتن پیش کیا گیا جس میں پانی اور شہد تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس برتن کو اپنے ہاتھ میں لیا اور رونا شروع کر دیا۔ کچھ دیر بعد جب آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ پونچھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو کس چیز نے رونے پر مجبور کیا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھا

میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے پاس سے کسی چیز کو دفع فرما رہے تھے۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا نے میری طرف ہاتھ بڑھایا تھا تو میں نے اس سے کہا کہ ہٹ! تو مجھ سے دور ہو جا۔ میں بھی اس ڈر سے کہ کہیں پانی اور شہد کی وجہ دنیا مجھے نہ مل جائے اور میں امر رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کر بیٹھوں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مرض الموت میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ امامت فرمائیں۔ ایک روز ظہر کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت قدرے بہتر ہوئی تو آپ ﷺ نے غسل کیا اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت نماز ظہر کی امامت فرما رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں کی آہٹ سنی تو آپ رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اشارہ سے روکا اور نماز جاری رکھنے کا اشارہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز ادا کی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: میرے بعد میری قبر کو یہودیوں اور نصرائیوں کی طرح سجدہ گاہ مت بنالینا اور میں تم کو انصار کے حق میں وصیت کرتا ہوں یہ لوگ میرے جسم کے پیرہن ہیں اور میرا زور اور رہے ہیں انہوں نے واجبات پورے کر دیئے اب ان کے حقوق باقی رہ گئے ہیں۔ ان میں سے اچھا کام کرنے والوں کی قدر کرنا اور لغزش کرنے والوں سے درگزر نہ کرنا۔ پھر فرمایا: ایک بندہ ایسا بھی ہے جس کے سامنے دنیا کو پیش کیا گیا مگر اس نے آخرت کو اختیار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا اشارہ میری جانب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ، میری جان اور میرا مال و متاع آپ ﷺ پر قربان ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تسلی رکھو۔ پھر فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے علاوہ مسجد کی طرف کھلتے والے تمام گھروں کے دروازے بند کر دو کیونکہ

میں ایسا کوئی آدمی نہیں جانتا جو دوستی میں میرے نزدیک ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے افضل ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت نہایت شکستہ تھی۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کیفیت تو یہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے تلواریں ہاتھ سے نکال کر با آواز بلند اعلان کر دیا کہ اگر کسی نے کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ وصال فرما گئے ہیں تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اللہ عزوجل سے ملاقات کے لئے گئے ہیں اور جلد ہمارے درمیان واپس لوٹ آئیں گے۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت مدینہ منورہ سے باہر تھے انہیں جب حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کا پتہ چلا تو فوراً ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں پہنچے اور حضور نبی کریم ﷺ کو بوسہ دیا اور درود و سلام پیش کیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور مجمع عام کو مخاطب کرتے ہوئے ذیل کی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ
أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ فَلَنْ
يُضِلَّ اللَّهُ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ

”اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان سے قبل بھی کئی رسول گزر چکے ہیں تو کیا اگر محمد (ﷺ) وصال پا جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنے قدموں پھر جاؤ گے اور جو اپنے پاؤں پھر جائے گا وہ اللہ کا ذرہ برابر بھی نقصان نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ بہت جلد شکر کرنے والوں کو نیک اجر دینے والا ہے۔“

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی محمد رسول اللہ (ﷺ) کی عبادت کرتا تھا تو وہ یہ جان لے کہ وہ وصال پا چکے ہیں اور جو اللہ عزوجل کی عبادت کرتا تھا تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اسے موت نہیں۔ حضرت سیدنا ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ کا خطاب سن کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سکتے کی کیفیت سے باہر آ گئے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تلوار پھینک دی اور زازو قطار رونا شروع کر دیا۔

حضرت عبدالرحمن بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ رضی اللہ عنہ رو رہے تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حالت کی وجہ دریافت کی تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو مجھے پیش آیا وہ آپ رضی اللہ عنہ کو نہیں آیا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاضرین محفل سے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے کسی کو مجھ سے زیادہ حضور نبی کریم ﷺ کی جدائی میں آنسو بہاتے ہوئے دیکھا ہے؟

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہایت پشیمانی کی حالت میں آئے۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور میں نے ان کو برا بھلا کہہ دیا۔ بعد میں جب میں نے ان سے معافی مانگی تو انہوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات سن کر فرمایا: باری تعالیٰ! ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی مغفرت فرما۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ کلمہ تین مرتبہ ادا کیا۔ کچھ دیر بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھے تمہارے پاس بھیجا اور تم لوگوں نے مجھے جھوٹا بتایا یہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تھے جنہوں نے میری تصدیق کی اور اپنی جان و مال سے میری غم خواری کی کیا اب تم میرے لئے میرے ساتھی کو نہ چھوڑو گے؟ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلام سنا تو رو دیئے اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو معاف فرما دیا۔

حضور مسور بن مخزومہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ قادسیہ کے بعد بے شمار مال

غنیمت ہاتھ آیا اور جب مال غنیمت میں سے کچھ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ اس مال کو دیکھ کر رو پڑے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے رونے کی وجہ دریافت کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب بھی کسی قوم کو دیا گیا وہ عداوت اور بغض کی وارث ہوئیں۔

حضرت ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کسریٰ کے خزانے آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسے بیت المال میں نہ رکھو بلکہ اسے تقسیم کر دو اور یہ فرما کر آپ رضی اللہ عنہ رونا شروع ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کس لئے روتے ہیں جبکہ یہ تو خوشی کا موقع ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ عز و جل نے جب بھی کسی قوم کو عطا کیا ان کے درمیان بغض اور عداوت نے جگہ بنالی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا اور اس وقت ان کے سامنے چمڑے کا دسترخوان تھا جس پر عونا پھیلا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسے لو اور قوم میں تقسیم کر دو۔ اللہ عز و جل بہتر جانتا ہے کہ اس نے اسے حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جدا رکھا اور مجھے عطا کیا اور وہی جانتا ہے کہ مجھے خیر کے لئے عطا کیا کہ شر کے لئے؟ یہ فرمانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ زار و قطار رونا شروع ہو گئے اور کہنے لگے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ عز و جل نے اپنے محبوب حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ شر کا ارادہ کیا ہو اور اسے روکا ہو اور میرے ساتھ خیر کا ارادہ کیا ہو اور دیا ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا گزر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ہوا تو انہوں نے دریافت کیا کہ تمہارے رونے کا سبب کیا ہے؟ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ ادنیٰ درجہ کی ریاکاری بھی شرک ہے اور اللہ عز و جل کو تمام بندوں میں سب سے زیادہ محبوب و متقی

وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو چھپاتے ہیں اور اگر وہ غائب ہو جائیں تو انہیں کوئی تلاش نہ کرے اور اگر وہ موجود ہوں تو کوئی انہیں نہ پہچانے اور یہی لوگ ہدایت کے امام اور علم کے چراغ ہیں۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے: اماں جان! مجھے ڈر ہے کہ میرا مال کہیں مجھے برباد نہ کر دے کیونکہ میں قریش میں سب سے زیادہ مال دار ہوں۔ میں نے کہا کہ بیٹے! تو اسے خرچ کر دے اس لئے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد میرے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم مجھے نہ دیکھیں گے جب میں انہیں چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلے اور ان کی ملاقات حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور جو کچھ میں نے ان سے کہا تھا وہ انہیں بیان کیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور کہا کہ اللہ کی قسم! کیا میں بھی انہی میں سے ہوں جسے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب نہ ہوگی۔ میں نے کہا کہ نہیں عمر (رضی اللہ عنہ)! تمہارے علاوہ میں کسی اور کو اس سے بری نہیں کرتی۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سنا تو رو پڑے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورہ طور کی آیات ذیل تلاوت کیں۔

إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ • مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ •

”بے شک رب کا عذاب ضرور ہوگا کوئی اسے ٹال نہیں سکتا۔“

تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر شدت خوف سے ایسا بخار چڑھا کہ بیس دن تک ان کی عبادت کی گئی۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر جاتے تو اس قدر روتے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے جب بھی قبر کا ذکر کیا جاتا تو تب بھی بے تحاشا روتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ سے اس گریہ کی وجہ دریافت کی

گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آخرت کی منزلوں میں پہلی منزل قبر ہے اگر کوئی اس سے نجات پا گیا تو اس کے لئے آسانی ہے اور اگر کوئی اس سے نجات نہ پاسکا تو اس کے لئے سختی ہے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہمہ وقت موت کو یاد کر کے روتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ اکثر و بیشتر جنت البقیع تشریف لے جاتے اور زار و قطار رویا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے سامنے اگر کسی غیر مسلم کا جنازہ بھی گزر جاتا تو آپ ﷺ احتراماً کھڑے ہو جاتے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ بابرکات سے والہانہ عشق تھا۔ آپ ﷺ کو جب بھی معلوم ہوتا کہ آج حضور نبی کریم ﷺ کے گھر میں فاقہ ہے تو آپ ﷺ ٹرپ اٹھتے اور فوراً حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان کی خدمت میں کھانا پیش کرتے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ حضور نبی کریم ﷺ کی یاد میں آنسو بہایا کرتے تھے اور اپنے وہ لمحات جو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بسر ہوئے تھے ان کو یاد کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ہمہ وقت حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر دل و جان سے عمل کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بیٹی اور آپ ﷺ کی زوجہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو آپ ﷺ اس بات پر شدتِ غم سے رو پڑے کہ اب میرا رشتہ حضور نبی کریم ﷺ سے ختم ہو جائے گا مگر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ ﷺ سے کر کے اس رشتے کو دوبارہ سے قائم فرمادیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا گزر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نزدیک سے ہوا۔ میں نے انہیں سلام کیا مگر انہوں نے میرے سلام کا کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا تو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان سے دریافت فرمایا تو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے سعد (رضی اللہ عنہ) کے سلام

کرنے کا کچھ علم نہیں۔ اللہ کی قسم! میں تو حضور نبی کریم ﷺ کو یاد کر رہا تھا اور جب میں حضور نبی کریم ﷺ کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھ اور دل پر ایک پردہ پڑ جاتا ہے جس کے بعد مجھے اپنے ارد گرد کی کچھ خبر نہیں ہوتی یعنی مجھ پر ایسی رقت طاری ہو جاتی ہے کہ ارد گرد سے بیگانہ ہو جاتا ہوں۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر جب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ رضی اللہ عنہ رو دیئے اور فرمانے لگے: اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اللہ عز و جل آپ رضی اللہ عنہ پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے آپ رضی اللہ عنہ ساری قوم میں اسلام لانے میں سبقت کرنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ایمان سراپا اخلاق رسول اللہ ﷺ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے یقین میں کسی کو سبقت حاصل نہیں رہی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ امین تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت حضور نبی کریم ﷺ کے زیادہ نزدیک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ہماری طرف سے سلام ہو اور اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ کے تمام نیک کاموں کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی اس وقت تصدیق کی جب سب نے انہیں جھٹلایا اور اللہ عز و جل نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: وہ (حضور نبی کریم ﷺ) صدق لے کر آئے اور اس (حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے اس کی تصدیق کی۔

جب نماز کا وقت ہوتا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت کیسی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ امانت کے ادا کرنے کا وقت ہے اور یہ وہ امانت ہے جسے زمین و آسمان بھی اٹھانے سے قاصر تھے اور میں بھی اس وجہ سے کانپ اٹھتا ہوں کہ کہیں میں اس امانت کا حق صحیح طریقے سے نہ ادا کر پاؤں۔

حضرت مسلم بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے مرض الموت میں بہت روئے اور جب ان سے رونے کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کہ میں اس دنیا کے لئے نہیں روتا بلکہ میرا سفر طویل ہے اور میرا توشہ کم ہے۔ میں نے اس ٹیلہ پر صبح کی جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہے اور مجھے علم نہیں کہ مجھے کس جانب لے جایا جائے گا۔

حضرت یحییٰ بن عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے سرمہ تیار کرتی تھیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کثرت سے رویا کرتے تھے اور وہ اپنے دروازے کو بند کر لیتے تھے۔ روتے روتے ان کی آنکھوں سے رطوبت غلیظ بہنے لگتی اور میری والدہ ان کے لئے سرمہ تیار کرتیں۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس کھانا لایا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اور وہ مجھ سے زیادہ اچھے تھے۔ ان کے لئے ایک ایسی چھوٹی چادر کا کفن میسر آیا کہ ان کے پیر کھل جاتے اگر سر کو چھپایا جاتا اور اگر پیر چھپائے جاتے تو سر کھل جاتا تھا۔ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ مجھ سے زیادہ اچھے تھے کہ وہ شہید کئے گئے اور ہمارے لئے دنیا کو وسیع کر دیا گیا اب مجھے خطرہ ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا صلہ ہمیں دنیا میں مل جائے اور آخرت میں ہمارا کوئی حصہ نہ ہو۔ یہ فرما کر آپ رضی اللہ عنہ رونا شروع ہو گئے۔

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ ہم لوگوں کو لے کر اپنے گھر گئے اور انہوں نے غسل کیا پھر ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے اور پھر ایک بڑے پیالے میں روٹی اور گوشت لایا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر زونا شروع کر دیا اور جب آپ رضی اللہ عنہ سے رونے کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال اس حالت میں ہوا کہ انہوں نے کبھی جو کی روٹی سے بھی پیٹ نہیں بھرا تھا۔

حضرت یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف لائے اور وہ اس وقت مرض الموت میں مبتلا تھے۔ انہوں نے کہا کہ اے ابو عبداللہ (رضی اللہ عنہ) تمہیں مبارک ہو کہ تم حوض کوثر پر حضور نبی کریم ﷺ کے

پاس جا رہے ہو۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے ہوتے ہوئے کیسے امید کی جاسکتی ہے؟ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ تم میں سے ایک کے لئے اتنا ہی کافی ہے جتنا کہ ایک سوار کا زارِ راہ ہوتا ہے۔ یہ فرما کر آپ رضی اللہ عنہ رونا شروع ہو گئے۔

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے گئے جب وہ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ انہوں نے کہا کہ اے ابو عبد اللہ (رضی اللہ عنہ)! تمہیں مبارک ہو تم حضور نبی کریم ﷺ سے ملنے والے ہو۔ انہوں نے سنا تو رو پڑے اور کہنے لگے کہ مجھے موت کا ڈر نہیں لیکن مجھے تم نے ان کا فرمان یاد کروادیا کہ میرے بعد تم ایسے ہو گے کہ اپنا ثواب پالو گے اور کہیں وہ ثواب یہی تو نہیں جو ہمیں دینا میں مل گیا یعنی دنیا ہمارے لئے وسیع ہو گئی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس وقت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی عیادت کو گئے جب وہ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں اور حضور نبی کریم ﷺ سے حوض کوثر پر ملنے والے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سن کر رونے لگ گئے اور فرمایا کہ میں موت سے نہیں گھبراتا حضور نبی کریم ﷺ نے ہم سے وعدہ لیا تھا کہ تم میں سے ہر ایک اپنی گذراؤات کے لئے دنیا سے لے جتنا کہ ایک سوار کوڑا اور راہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گئے تو آپ رضی اللہ عنہ رو رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے رونے کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میں اس لئے رونا ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان فتوحات کا ذکر کیا تھا کہ اللہ عز و جل مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے گا اور ان کے پاس بے شمار مال غنیمت آئے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اے ابو عبیدہ (رضی اللہ عنہ)! اگر تم زندہ رہے تو تمہارے لئے تین ہی خادم کافی ہوں گے۔ اول وہ جو تمہاری خدمت کرے اور دوم وہ جو سفر میں تمہارے

ہمراہ رہے اور سوم وہ جو تمہارے گھر والوں کی خدمت کرے۔ اے ابو عبیدہ (رضی اللہ عنہ)! تمہارے لئے تین گھوڑے کافی ہوں گے۔ اول وہ جو تمہارے کوچ کرنے کے لئے ہو اور دوم وہ جو بار برداری کے لئے ہو اور سوم وہ جو تمہارے غلام کے لئے ہو۔ میں حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کو دیکھتا ہوں تو میرا گھر غلاموں اور گھوڑوں سے بھرا ہوا ہے اور میں اس حالت میں کس طرح حضور نبی کریم ﷺ سے مل سکتا ہوں؟ جبکہ حضور نبی کریم ﷺ کی وصیت ہے کہ میں تم سے اسی حالت میں ملوں گا جس حالت میں میں تمہیں چھوڑے جا رہا ہوں۔



اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کا آنسو بہانا

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ پوری رات مصروفِ گریہ و زاری رہے۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار تو صاحبِ تقویٰ لوگوں میں ہوتا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کس لئے اس قدر گریہ و زاری کرتے ہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”میں تو اس دن کے لئے روتا ہوں جس دن مجھ سے کوئی ایسی خطا ہو گئی ہو کہ اللہ عز و جل کے ہاں باز پرس ہو اور فرمایا جائے کہ اے حسن! ہماری بارگاہ میں تمہاری کوئی وقعت نہیں اور ہم تمہاری پوری عبادت کو رد کرتے ہیں۔“

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر کی چھت پر گریہ کنایا تھے کہ اشکوں کا سیلاب بہہ نکلا اور نیچے سے گزرتے ہوئے ایک شخص پر کچھ قطرے ٹپک پڑے۔ اس شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”برادر! اپنے کپڑے پاک کر لینا یہ ایک گناہگار کے آنسو ہیں۔“

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بچپن میں کوئی گناہ سرزد ہو گیا جس کی پاداش میں آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی کوئی عیا کپڑا پہنتے تو اس کے گریبان پر وہ گناہ لکھوا دیتے۔ پھر جب اس گناہ کو دیکھتے تو کافی دیر تک گریہ و زاری کرتے رہتے حتیٰ کہ غشی طاری ہو جاتی تھی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خبر گیری کے لئے تشریف لائے تو دروازے پر ایک رئیس آدمی کو روپوں کی تھیلی لئے کھڑے دیکھا۔ وہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر زار و قطار رو رہا تھا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے

اس طرح رونے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میں حضرت رابعہ بصریؒ کے لئے یہ کچھ نذرانہ لایا تھا لیکن اب اس خیال سے رو رہا ہوں کہ اگر انہوں نے قبول نہ کیا تو میرا کیا ہوگا؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے گزارش ہے کہ میری سفارش فرمادیں۔ حضرت حسن بصریؒ گھر کے اندر داخل ہوئے اور اس شخص کا پیغام حضرت رابعہ بصریؒ کو پہنچا دیا۔ حضرت رابعہ بصریؒ نے فرمایا:

”جو شخص اللہ عزوجل کو برا بھلا کہتا ہے تو اللہ عزوجل اس کی روزی بند نہیں کرتا اور جس کی زندگی اس کی محبت میں گزرتی ہے اسے رزق کے بغیر بھی زندہ رکھتا ہے۔ جب سے میں نے اسے دیکھ لیا ہے مخلوق سے منہ پھیر لیا۔ اب تم ہی بتاؤ کہ میں کیسے لے سکتی ہوں اور اس کی نسبت مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ حرام ہے یا حلال۔“

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ فرماتے ہیں کہ آخرت کا خوف ایسا ہونا چاہئے جس طرح امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہؒ تیس برس تک نیند سے کنارہ کش رہے۔ جب بھی حضرت امام ابوحنیفہؒ پر نیند کا غلبہ ہوتا تو آپؒ فرماتے کہ اے نفس! تو نے اگر اللہ تعالیٰ کے شایان شان اطاعت نہ کی تو قیامت کے دن نجات نہ پاسکے گا اور اللہ کے پہچاننے کا حق ادا کرنا رہتا کہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو۔ ایک موقع پر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہؒ کی گریہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ قرآن مجید کی تلاوت کے دوران جب عذاب والی آیت کی تلاوت فرماتے تو ان پر گریہ طاری ہو جاتا اور غشی طاری ہو جاتی۔ ہوش آتا تو فرماتے کہ اگر روز قیامت ابوحنیفہؒ (رحمۃ اللہ علیہ) رہا ہو گیا تو یہ حیرانی والی بات ہوگی۔

کسی شخص نے حضرت ذوالنون مصریؒ کو آکر اطلاع دی کہ فلاں مقام پر ایک نوجوان عابد رہتا ہے۔ آپؒ جب اس عابد سے شرف نیاز حاصل کرنے پہنچے تو دیکھا کہ وہ ایک درخت پر الٹا لٹکا ہوا اپنے نفس سے مسلسل یہ کہہ رہا تھا کہ جب تک تو

عبادتِ الہی میں میری ہمنوائی نہیں کرے گا میں تجھے یوں ہی اذیت دیتا رہوں گا حتیٰ کہ تیری موت واقع ہو جائے گی۔ یہ واقعہ دیکھ کر آپ ﷺ کو ترس آ گیا اور آپ ﷺ نے رونا شروع کر دیا۔ جب اس نوجوان عابد نے پوچھا کہ تم کون ہو جو ایک گنہگار پر ترس کھا کر رو رہے ہو۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے اسے سلام کیا اور مزج پرسی کی۔ اس نوجوان نے بتایا کہ چونکہ یہ بدن عبادتِ الہی پر آمادہ نہیں ہوتا اس لئے اسے سزا دے رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے کہا کہ میں سمجھا شاید تم نے کسی کو قتل کر دیا ہے یا کوئی بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ اس نوجوان عابد نے کہا کہ تمام گناہ مخلوق سے اختلاط کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے یہ مخلوق سے رسم و راہ کو بہت بڑا گناہ تصور کرتا ہوں۔ آپ ﷺ اس نوجوان عابد سے متاثر ہوئے اور کہا تم واقعی عابد ہو۔ اس نوجوان نے کہا کہ اگر تم مجھ سے بڑے کسی عابد کو دیکھنا چاہتے ہو تو سامنے پہاڑ پر چلے جاؤ۔ آپ ﷺ پہاڑ پر چلے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک نوجوان جس کا پیر کٹا ہوا باہر پڑا تھا اور اس کا جسم کیڑوں کی خوراک بنا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے اس نوجوان کو سلام کیا اور اس کا حال دریافت کیا۔ اس نوجوان نے کہا کہ ایک دن وہ اسی جگہ مصروفِ عبادت تھا کہ ایک خوبصورت عورت سامنے سے گزری جس کو دیکھ کر میں فریبِ شیطانی میں مبتلا ہو گیا۔ اس کے نزدیک پہنچ گیا تو اسی وقت ندا آئی کہ اے بے غیرت! تیس سال خدا کی عبادت و اطاعت میں گزار کر آج شیطان کی عبادت کرنے چلا ہے لہذا میں نے اسی وقت اپنا ایک پاؤں کاٹ لیا کہ گناہ کی طرف پہلا قدم اسی نے اٹھایا تھا۔ آپ ﷺ میرے پاس کیوں آ گئے اگر کسی عابد کو دیکھنا ہی ہے تو پہاڑ کی چوٹی پر چلے جائیں۔ آپ ﷺ نے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ اس عابد نے آپ ﷺ کو خود ہی ان بزرگ کا قصہ سنانا شروع کیا کہ پہاڑ کی چوٹی پر جو بزرگ ہیں ایک دن کسی نے ان سے کہہ دیا کہ روزی محنت سے حاصل ہوتی ہے بس اسی دن سے انہوں نے عہد کر لیا کہ جس روزی میں مخلوق کا ہاتھ ہو گا وہ میں استعمال نہیں کروں گا۔ جب انہیں بغیر کھائے پئے کئی دن گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کو حکم دیا کہ ان کے گرد جمع ہو کر ان کو شہد فراہم

کریں۔ چنانچہ وہ وہی شہد استعمال کرتے ہیں۔ آپ ﷺ ان درویشوں سے نہایت متاثر ہوئے اور ارادہ کیا کہ وہ بھی اسی وقت عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جائیں گے۔ اس دوران آپ ﷺ جب پہاڑ سے نیچے تشریف لائے تو ایک پرندے کو دیکھا جو اندھا تھا۔ آپ ﷺ نے سوچا کہ اس کو نہ جانے رزق کہاں سے مہیا ہوتا ہوگا؟ چنانچہ آپ ﷺ وہیں بیٹھ گئے۔ اس پرندے نے اپنی چونچ سے زمین کریدی جس میں سے سونے کی پیالی برآمد ہوئی جس میں تل بھرے ہوئے تھے۔ اس پرندے نے تھوڑی سی زمین اور کریدی تو اس میں سے چاندی کی پیالی برآمد ہوئی جس میں گلاب کا عرق موجود تھا۔ چنانچہ وہ پرندہ تل کھا گیا اور گلاب کا عرق پی لیا۔ اس کے بعد وہ درخت پر جا کر بیٹھ گیا اور وہ پیالیاں غائب ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ ﷺ نے توکل پر کمر باندھ لی اور ایک جنگل کی راہ لی۔ جنگل میں آپ ﷺ کو اپنے پرانے دوست مل گئے۔ اتفاق سے جنگل میں ان حضرات کو ایک خزانہ برآمد ہو گیا۔ آپ ﷺ نے وہ خزانہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور خود اس خزانے میں موجود ایک لوح جس پر اسمائے الہی کتہہ تھے وہ اپنے پاس رکھ لی۔ رات کو آپ ﷺ نے خواب میں منادی سنی کہ اے ذوالنون (ﷺ) سب نے دولت تقسیم کی لیکن تو نے میرا نام پسند کیا جس کے عوض ہم نے تیرے اوپر علم و حکمت کے دروازے کشادہ کر دیئے۔

حضرت شیخ سعدی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی ﷺ ایک دن یمن کے ایک شہر صنعا کے جنگلوں میں سے گزر رہے تھے کہ وہاں انہوں نے ایک بوڑھے کتے کو دیکھا جس کے تمام دانت گر چکے تھے۔ وہ کتا شکار کرنے سے معذور تھا اس لئے دوسرے جانوروں کے بچے پر گزارہ کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے اسے اکثر بھوکا رہنا پڑتا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو اس پر بے حد ترس آیا اور جو کھانا آپ ﷺ کے پاس تھا اس میں سے نصف اسے کھلا دیا۔ حضرت جنید بغدادی ﷺ یہ نیکی کرنے کے بعد رونا شروع ہو گئے اور آپ ﷺ فرماتے جاتے تھے کہ اس وقت تو میں اس کتے سے بہتر ہوں لیکن خدا

جانے کہ کل میرا حال کیا ہوگا؟ اگر میں ایمان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوا تو اللہ عزوجل کی عنایت اور اس کی مہربانی کا مستحق ٹھہرا ہوں گا اور اگر میری رخصتی ایمان کے ساتھ نہ ہوئی تو میری حالت اس کتے سے بھی بدتر ہوگی اور اس کتے کی حالت مجھ سے بہتر ہوگی کہ یہ دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا۔

حضرت شیخ محمد علی حکیم ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں اپنے دو ساتھی طلباء کے ہمراہ میرا ارادہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے کسی دوسری جگہ جانے کا ہوا۔ جن دو ساتھی طلباء کو میں نے اپنے ساتھ جانے پر آمادہ کیا تھا وہ تو چلے گئے مگر میں والدہ کی بیماری کی وجہ سے نہ جاسکا۔ ایک روز میں اسی غم میں قبرستان چلا گیا اور گریہ و زاری شروع کر دی کہ میرے دونوں ساتھی جب اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس آئیں گے تو مجھے ان کے سامنے کس قدر ندامت ہوگی۔ اس دوران حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تم روزانہ ادھر آنا میں تمہیں تعلیم دوں گا۔ چنانچہ پھر یہ میرا معمول بن گیا اور حضرت خضر علیہ السلام مجھے تعلیم دینے لگے۔ میں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور اتنے صاحب المرتبت استاد مجھے صرف والدہ ماجدہ کی خدمت کی وجہ سے ملے ہیں۔

حضور سیدنا غوث الاعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بغداد جانے کے لئے ایک قافلہ میں شامل ہو گئے۔ جب یہ قافلہ شہر کی حدود سے باہر نکلا تو راستہ میں ۶۰ لٹیروں نے قافلے پر حملہ کر دیا اور قافلے کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ لوٹ مار کے دوران ایک شخص آپ رحمہ اللہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ اے لڑکے! تیرے پاس کیا ہے؟ میں نے اسے بتایا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ وہ شخص میری بات کو مذاق سن کر آگے بڑھ گیا۔ اس کے بعد ایک اور شخص میرے پاس آیا اور اس نے بھی مجھ سے یہی پوچھا اور میں نے اسے بھی یہی بتایا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ وہ شخص بھی میری بات کا مذاق اڑا کر آگے بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد یہ دونوں لٹیروں نے اپنے سردار کے پاس گئے اور اسے میری بات بتائی۔ اس سردار نے مجھے بلایا اور کہا کہ کیا واقعی تمہارے پاس چالیس دینار

ہیں۔ میں نے اسے بتایا کہ ہاں میری بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔ اس نے قمیض کو ادھیڑ کر دیکھا تو اس میں سے چالیس دینار برآمد ہو گئے۔ وہ سردار حیران ہوا اور اس نے مجھ سے کہا کہ تم نے اسے راز کیوں نہ رکھا؟ تمہیں سچ بتانے کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے جواب دیا کہ میری والدہ نے سفر پر نکلتے وقت اس بات کی نصیحت کی تھی کہ بیٹا جیسے بھی حالات ہوں تم جھوٹ نہ بولنا لہذا جب مجھ سے پوچھا گیا کہ میرے پاس کیا ہے تو میں نے سچ سچ بتا دیا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میری بات سن کر اس سردار کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اس نے ایک آہ بھرتے ہوئے کہا کہ تم نے اپنی والدہ کا عہد نہیں توڑا اور ایک میں ہوں جو سالہا سال سے رب کے عہد کو توڑ رہا ہوں اور لوگوں کو لوٹ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ سردار میرے قدموں میں گر پڑا اور توبہ کرنے کے بعد تمام مال و اسباب قافلے والوں کو واپس کر دیا۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ نے بوقت وصال وصیت کی کہ میری نماز جنازہ اور مجھے غسل وہ شخص دے گا جس نے ہمیشہ کسب حلال کھایا ہو جس کی عصر کی سنتیں اور تکبیر اولیٰ کبھی فوت نہ ہوئی ہو اس نے کبھی بے وضو آسمان کو نہ دیکھا اور کبھی حرام پر اپنے ازار کو نہ کھولا ہو۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد ملک بھر سے اولیاء اللہ اور علماء اکثھے ہوئے مگر آپ ﷺ کی وصیت کی وجہ سے کوئی بھی غسل دینے کی جرأت نہ کر سکا۔ اس دوران شہنشاہ ہند سلطان شمس الدین التمش رحمہ اللہ جو کہ آپ ﷺ کے مریدوں میں سے تھا وہ صفیں چیرتا ہوا آگے بڑھا اور لوگوں نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور وہ کہتا جاتا تھا کہ ”امروز پیش خلق شرمندہ کر دی“ یعنی مرشد پاک نے آج میرا حال لوگوں کے سامنے بیان کر کے مجھے شرمندہ کر دیا۔

عشق الہی میں ثابت قدم رہنا مردان خدا کا خاصا ہے۔ اسی طرح حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ عشق الہی میں تادم آخر ثابت قدم رہے۔ اس ثابت قدمی کے بارے میں خود ہی ایک مرتبہ انہوں نے فرمایا کہ آج کم و بیش بیس سال ہو رہے ہیں کہ ہر شب شراب معرفت کا ایک پیالہ پینا میرا معمول ہے اور کبھی از خود رفته نہیں ہوا۔ بلکہ دل

مزید پکارا اٹھتا ہوں۔ اس کے بعد ان کی مبارک آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں فریاد کرنے لگے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ اے درویش! راہ فقر میں ایسے مرد بھی گزرے ہیں جو لاکھوں دریا اسرار الہیہ کے پی گئے لیکن انہوں نے کوئی نشان ظاہر نہ ہونے دیا۔ اے درویش! جو عاشق اپنی محبت میں صادق اور ثابت قدم نہیں ہے۔ قیامت کے دن عشاق کے درمیان شرمسار رہے گا۔

حضرت شیخ رکن الدین وال عالم رحمہ اللہ، حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ سے بوقت وصال ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو آپ رحمہ اللہ پلنگ پر تشریف فرما تھے۔ آپ رحمہ اللہ نے شیخ رکن الدین وال عالم رحمہ اللہ کو اپنے ساتھ بیٹھنے کا کہا تو شیخ رکن الدین وال عالم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ وہ پاس ادب کی وجہ سے نہیں بیٹھ سکتے۔ چنانچہ کرسی لائی گئی اور شیخ رکن الدین وال عالم رحمہ اللہ اس کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ اس ملاقات کے دوران تمام مرید حیران و پریشان تھے کہ اس عالم میں گفتگو کس طرح ہوگی لیکن حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ اور شیخ رکن الدین وال عالم رحمہ اللہ نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ شیخ رکن الدین وال عالم رحمہ اللہ نے حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ سے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کو اس چیز کا اختیار ہے کہ وہ چاہیں تو موت کو اختیار کریں اور چاہیں تو زندگی کو اختیار کریں اور اولیاء اللہ انبیاء علیہم السلام کے جانشین ہوتے ہیں اس لئے ان کو بھی زندگی اور موت پر اختیار ہوتا ہے کہ وہ جسے چاہیں اختیار کریں۔ آپ رحمہ اللہ بھی کچھ عرصہ کے لئے زندگی کو اختیار کریں تاکہ آپ رحمہ اللہ کی ذات سے ناقصوں کو کمال حاصل ہو۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ نے جب شیخ رکن الدین وال عالم رحمہ اللہ کی یہ بات سنی تو ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور انہوں نے ابدیدہ لہجے میں فرمایا کہ میں نے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اے نظام الدین (رحمہ اللہ)! ہمیں تم سے ملاقات کا اشتیاق ہے کیا تمہیں مجھ سے ملاقات کا اشتیاق نہیں ہے؟ حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کی یہ بات سن کر شیخ رکن الدین وال عالم رحمہ اللہ زار و قطار رونا شروع ہو گئے۔ شیخ رکن الدین وال عالم

ﷺ کی اس کیفیت کو دیکھ کر تمام حاضرین پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

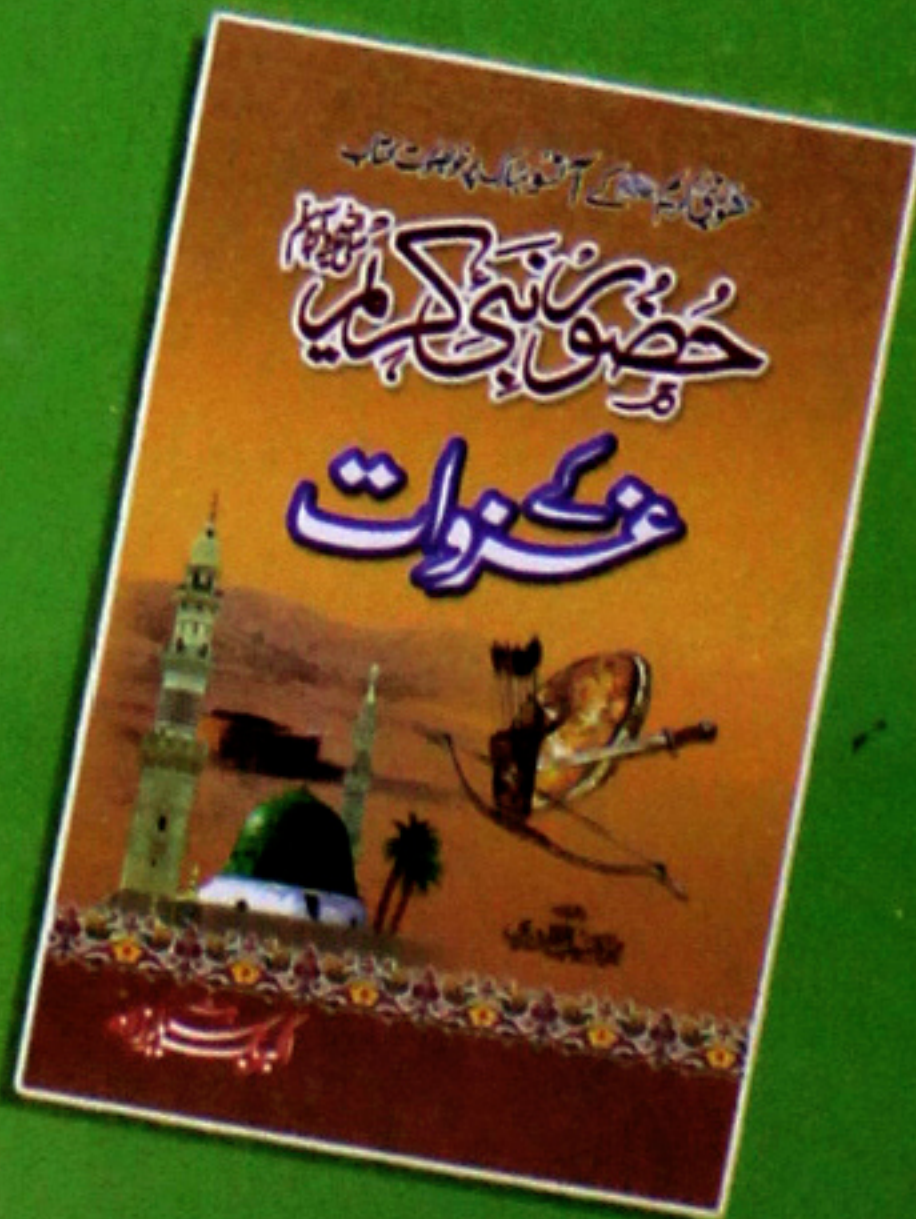
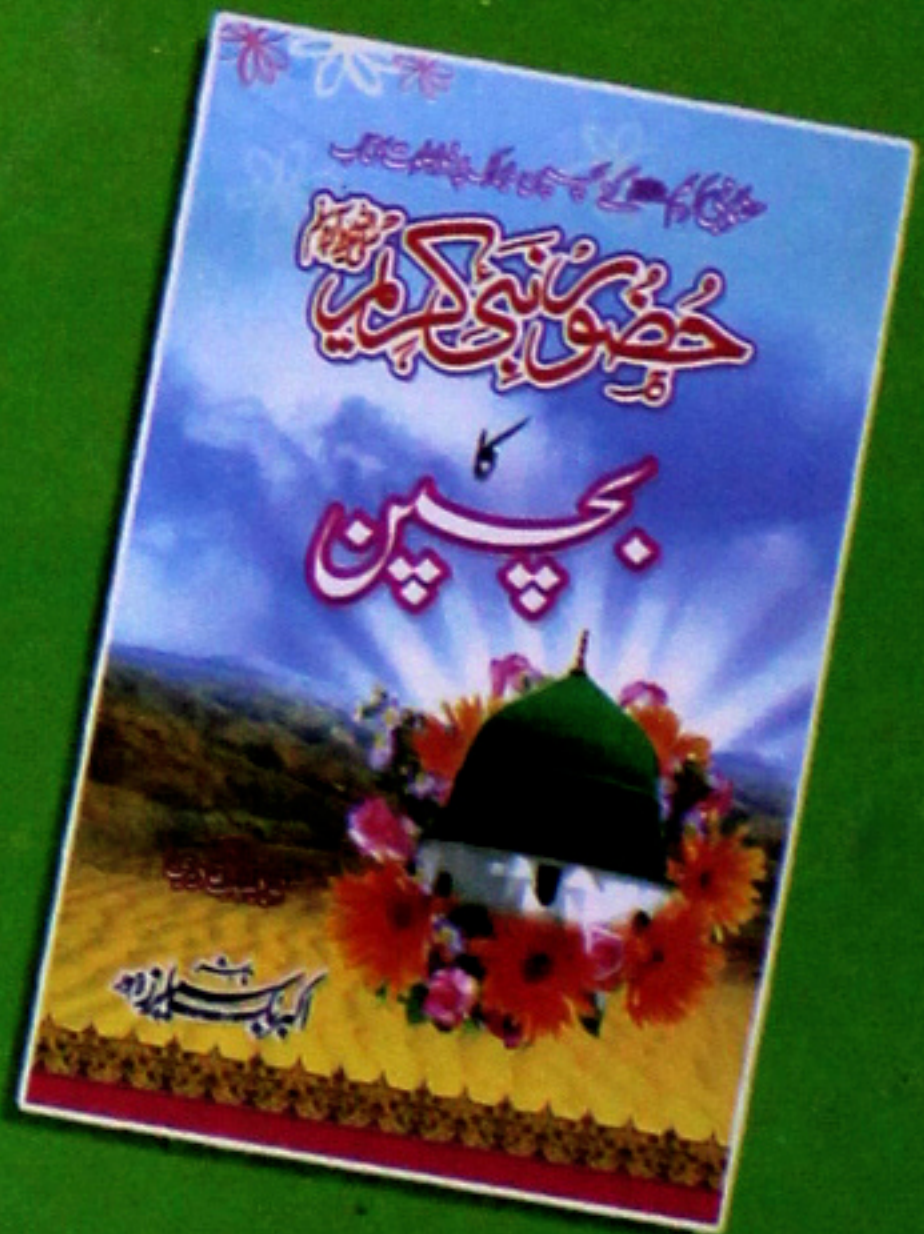
ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ شغل باطن میں مشغول تھے کہ ایک امیر نظام الملک نامی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ آپ رحمہ اللہ اس وقت غم آخرت اور خوفِ خاتمہ پر گفتگو فرما رہے تھے۔ نظام الملک نے کہا کہ ایمان اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جب کوئی معمولی سا آدمی بھی کسی کو کوئی چیز عطا کرتا ہے تو واپس نہیں لیتا۔ اللہ عزوجل غفور و رحیم ہے وہ کس طرح اپنا عطیہ واپس لے گا اس لئے خوفِ خاتمہ نہیں ہونا چاہئے۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ نے فرمایا: اے عزیزم! غمِ آخرت فرض ہے یا نہیں؟ اس نے کہا کہ فرض ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس لئے رونے کا مقام ہے۔ آپ رحمہ اللہ کا یہ فرمانا تھا کہ نظام الملک پر گریہ طاری ہو گیا اور اس کا دل جو سنگِ دلی کی وجہ سے خوفِ خاتمہ سے خالی تھا فوراً نرم ہو گیا اور خوفِ خدا اور فکرِ خاتمہ میں کار بند ہو گیا۔



کتابیات

- ۱۔ اسوۂ رسول اکرم ﷺ از حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی
- ۲۔ مکاشفۃ القلوب از حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۔ حضور نبی کریم ﷺ کے عزیز و اقارب از محمد اشرف شریف
- ۴۔ امہات المؤمنین از قاری محمد رضا المصطفیٰ
- ۵۔ رسول عربی ﷺ از علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ
- ۶۔ سیرت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ از محمد حبیب القادری
- ۷۔ سیرت حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ از محمد حبیب القادری
- ۸۔ سیرت حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ از محمد حبیب القادری
- ۹۔ سیرت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ از محمد حبیب القادری
- ۱۰۔ سیرت ام المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا از محمد حبیب القادری
- ۱۱۔ سیرت ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا از محمد حبیب القادری
- ۱۲۔ سیرت حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا از محمد حبیب القادری
- ۱۳۔ سیرت حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ از محمد حبیب القادری
- ۱۴۔ سیرت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ از محمد حبیب القادری
- ۱۵۔ قصص الاولیاء از محمد حبیب القادری





اکبر شریف

فون: 042 - 37352022 اردو بازار لاہور